ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر طالب حسین ہاشمی

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، (ایڈجنک فیکلٹی)، شعبہ اُردو، مائی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

بشیر احمد نحوی کی متفرق اقبالیاتی تصانیف کا تحقیقی و تنقیدی مُطالعہ

Dr.Talib Hussain Hashmi*
Assistant Professor Urdu, (Adjunct Faculty), Department of Urdu, MY University Islamabad.Pakistan
***Corresponding Author:** talib.hashmi@gmail.com

A Research-Based and Critical Analysis of Bashir Ahmad Nahvi's Miscellaneous Iqbal Studies

This study presents a research-based critical analysis of the diverse works of Bashir Ahmad Nahvi on Iqbal Studies, exploring his scholarly engagement with Allama Iqbal's philosophy, poetry, and socio-political thought. Nahvi's contributions span multiple genres, including literary criticism, philosophical interpretation, historical contextualization, and thematic exegesis of Iqbal's works. The research examines how Nahvi interprets Iqbal's concepts of Khudi (selfhood), Islamic revivalism, spirituality, and socio-political consciousness, highlighting his unique analytical approach rooted in both classical scholarship and modern critical frameworks. The paper critically evaluates the methodological strengths and possible limitations of Nahvi's writings, identifying the ways in which his scholarship enriches contemporary understanding of Iqbal's intellectual legacy. Special emphasis is placed on Nahvi's ability to bridge the gap between traditional interpretations of Iqbal and modern literary-theoretical discourse, making his works relevant to present-day academic and cultural contexts. By assessing Nahvi's diverse Iqbaliat writings through both thematic and stylistic lenses, this research aims to underline his role as a significant voice in the field of Iqbal Studies.

Key Words: *Bashir Ahmad Nahvi, Iqbal Studies, Khudi, Islamic revivalism, literary criticism, philosophical interpretation, Iqbal's thought.*

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

ادبیات کی وسیع و عریض دنیا میں بعض اسامی ایسی بھی جلوہ گر ہوتی ہیں جو محض اپنی انفرادی شناخت تک محدود نہیں رہتیں بل کہ ایک پورے دبستانِ فکر و فن کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان کی تخلیقی جہات اور فکری شعاعیں بعد ازاں آنے والے ادوار پر بھی اپنی معنوی چھاپ چھوڑتی ہیں۔ کلاسیکی شاعری کے افق پر میر تقی میر اور مرزا غالب ایسے ہی مینارۂ فن ہیں جن کی شاعرانہ میراث آج تک اردو غزل کی بنیادوں میں رچی بسی ہے۔ فکشن کے میدان میں سعادت حسن منٹو اور راجندر سنگھ بیدی وہ معتبر ستون ہیں جن کے فن کا حصار آج بھی اہلِ قلم کے تخلیقی افق کو محیط ہے۔ جدید شاعری میں فیض احمد فیض اور علامہ محمد اقبال ایسے سخنور ہیں جوں نے اپنے فکری و جمالیاتی اثرات کو اس حد تک مستحکم کیا کہ وہ دبستانی حیثیت اختیار کر گئے۔ ان میں بالخصوص اقبال وہ شخصیت ہیں جن کی فکری کائنات کے نہاں گوشوں کی جستجو میں ناقدینِ ادب نے سب سے زیادہ محنت و ریاضت صرف کی اور جن کے فکری سرمایے کی تہہ در تہہ معنویت آج تک تحقیق و تنقید کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

فکرِ اقبال میں بیک وقت تنوع بھی ہے اور ترتیب و تنظیم بھی۔ اس فکر کے کئی زاویے ہیں۔ اِس فکر کے سرچشموں میں بڑا سرچشمہ قرآن ہے۔ اس قرآنی فکر کا اظہار انھوں نے مختلف طریقوں سے کیا ہے۔ فکرِ اقبال کی اصل کو دریافت کرنے میں بہت سارے ماہرینِ اقبال نے کام کیا جن میں نمایاں نام مولانا غلام رسول مہر، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اُسلوب احمد انصاری، پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر ایوب صابر، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر صابر کلوروی، سید مظفر حسین برنی، پروفیسر ڈاکٹر خواجہ زکریا، یوسف حسین خان اور سید نذیر نیازی کے نام سرِ فہرست ہیں۔ بشیر احمد نحوی نے بھی درج بالا ماہرین کی طرح فکرِ اقبال کے متنوع زاویوں کو دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بشیر احمد نحوی کا تنقیدی شعور خاصہ پُختہ ہے۔ اُنھوں نے اقبال کے کلام اور کلام میں موجود آفاقی فکر کا مطالعہ بہت گہرائی سے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے حیاتِ اقبال اور فکرِ اقبال کے ایک ایک گوشے پر مربوط طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اُن کے تنقیدی خیالات خاص طور پر ان کے اپنے ہیں۔ انھوں نے مکھی پر مکھی مارنے کی روش کو نہیں اپنایا جس طرح فکرِ اقبال کی تشریح بشیر احمد نحوی نے کی ہے، وہ ان ہی کا طُرّۂ اِمتیاز ہے۔

ا۔ اقبال کا تجزیہ:

فکرِ اقبال کی تفہیم پر بشیر احمد نحوی کی پانچ کتب ہیں۔ پہلی کتاب کا نام "اقبال ایک تجزیہ" ہے، جو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی سری نگر سے پہلی بار ۲۰۰۰ء میں شایع ہوئی جب کہ دوسری مرتبہ ۲۰۰۷ء میں شایع

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوئی۔ اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی کے زیر اہتمام پروفیسر بشیر احمد نحوی کی یہ کتاب "اقبال ایک تجزیہ" میں چار مقالے ہیں۔ یہ کتاب "اقبال ایک تجزیہ" جن مضامین پر مشتمل ہے۔ وہ پروفیسر بشیر احمد نحوی نے سال ۱۹۸۹ء سے سال ۱۹۹۹ء کے درمیان قلم بند کیے۔ یعنی یہ مضامین ان دس سالوں میں حسبِ موقع قلم برداشتہ لکھے گئے۔

"اقبال ایک تجزیہ" کے پہلے مضمون ***"فکرِ اقبال پر ایک طائرانہ نگاہ"*** میں بشیر نحوی نے انسانی زوال کا سُراغ فکرِ اقبال کی روشنی میں لگانے کی کام یاب کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں قدرت کا قانون ہر وقت ہر جگہ موجود ہے انسان بھلے ہی بہت دعوے کرتا رہا، کہ وہ بہت تہذیب یافتہ اور عالم فاضل بن گیا ہے لیکن اگر وہ قانون فطرت سے رُوگردانی کر رہا ہے تو جاہل ہے۔ اقبال نے صرف جہالت کی اس مروجہ قبیح قسم کی نشان دہی ہی نہیں کی بل کہ علاج بھی بتایا ہے اور اِس علاج کے بہت سارے نسخے اپنے حکیمانہ اشعار میں پیش کیے ہیں۔ بشیر نحوی لکھتے ہیں:

> " ایک پیامبر شاعر کی حیثیت سے خود اقبال کو اپنی پیامبری کا اعتراف ہے، وہ کہتا ہے کہ اِس قلم سے جس نے زندگی کے نقش و نگار ثبت کیے ہیں میری رنگین پنکھڑیوں پر زندگی کا ایک پیام لکھا گیا ہے۔ اگر میرا دل شان دار ماضی سے وابستہ ہے تو میری آنکھیں حال کی عبرتوں پر جمی ہوئی ان سے سبق حاصل کر رہی ہیں اور تاب ناک مستقبل کے لیے بے چین ہیں، میں زندگی کا تازہ پیام انسانیت کو پہنچا رہا ہوں۔"(۱)

بشیر احمد نحوی نے اقبال کی فکر کے ایک نایاب گوشے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اقبال نے اپنی فکر کی پیش کش کے لیے اس طرح کے استعارے اور تشبیہات استعمال کی ہیں جو اپنے اندر تحرک رکھتی ہیں۔ یہ تحرک خاص طور پر اقبال کے کلام سے منسوب ہے۔ اگرچہ اقبال نے کبھی شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کے پاس جو فکر تھی جو پیغامات تھے۔ ان پیغامات کو اُنھوں نے کسی پختہ فن شاعر سے کم تر طریقے سے اُمت تک پہنچایا ہو۔ اقبال سے پہلے شاعری کا مزاج اور تھا، گُل و بُلبُل کی باتیں تھیں، غازہ و رُخسار کا ذکر تھا۔ بیسویں صدی میں جب حالات و واقعات نے کروٹ بدلی، مسلمان حاکم سے محکوم ہو گئے تو سماجی اقدار بھی بدل گئیں۔ اقبال نے ان سب چیزوں کو محسوس کیا اور اپنی شاعری کو اُمت مسلمہ کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لیے بہ طور آلہ استعمال کیا۔ یوں شاعری میں استعمال ہونے والے صنائع و بدائع کا متحرک ہونا فطری اَمر تھا۔ بشیر نحوی نے تشبیہات و استعارات کے اس استعمال کو محسوس کیا اور اس کا استعمال اپنی شاعری میں کیا۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

"اقبال ایک تجزیہ" کے دُوسرے مضمون کا عنوان ***"فکرِ اقبال کی تہذیب وتربیت کے سرچشمے"*** ہے۔ اس مضمون میں جیسا کہ اس کے عنوان سے ہی ظاہر ہے فکرِ اقبال کے پسِ منظر اور فکرِ اقبال کے محرکات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کس چیز نے اقبال کی شاعرانہ فکر کو مہمیز لگائی اور جلا بخشی۔ علامہ محمد اقبال کے والدین بھی مذہبی تھے اور قرآن سے محبت کرنے والے تھے۔ اسی طرح استاد مولوی میر حسن بھی حافظِ قرآن تھے اور قرآن سے محبت کرنے والے تھے وہ اپنے شاگردوں کو بھی قرآن سے مُحبّت کا درس دیتے تھے۔ اقبال نے انہی دو منابع و مصادر سے فکری اُپج حاصل کی اور ان کی شاعرانہ فِکر میں جابجا قرآنی فکر نظر آتی ہے۔ اقبال کے اُردو کلام پر تو قرآنی افکار اور قرآنی اُسلوب کا گہرا اثر ہے، ان کا فارسی کلام بھی قرآنی آہنگ اور قرآنی آیات کی جابجا تضمین سے مزین ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے اس جانب بھی واضح اشارے کیے ہیں اور اقبال کا بہت سارا فارسی کلام بہ طور نمونے کے بھی دیا ہے۔

"اقبال ایک تجزیہ" کا تیسرا مضمون ***"فکرِ اقبال میں خُودی کی اصطلاح"*** کے عُنوان سے ہے۔ فلسفۂ خُودی یا نظریۂ خُودی اقبال کے نظامِ فکر میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ فلسفہ ان کے کلام میں تحرک کا منبع و مرکز ہے۔ یہ بہت وسیع اصطلاح ہے جو مادی کے ساتھ ساتھ رُوحانی جہات بھی رکھتی ہے۔ خُودی سے مراد خُودنگری اور انسان کا اپنی ذات کا عِرفان حاصل کرنا ہے۔ بہت سارے ناقدینِ اقبال نے خُودی کی جو تعریف کی ہے اس کے مطابق انسان کا اپنے اندرونی جوہر کو تلاشنے کا نام خُودی ہے۔ علامہ اقبال کی شاعرانہ حکمت یہ ہے کہ ایک طرف خُودی کے فلسفے کو بیان کرکے انسان کو اس عالم رَنگ وبُو میں خدا کا نائب ثابت کرتے ہیں اور ان گنت صلاحیتوں کا مالک گردانتے ہیں جب کہ دوسری طرف خُودی کے حامل شخص کو بالکل شتر بے مہار ہونے اور بے جا فخر ومباہات سے بچانے کے لیے خُودی کے تین مراحل بیان کیے ہیں اور فارسی شاعری میں ان مراحل کی وضاحت بھی کی ہے۔ جب اِنسان اپنی خُودی کی شناخت کے عمل کے دوران اطاعت اور ضبطِ نفس جیسے مرحلوں سے گزرتا ہے تو روحانی اور مادی حوالے سے اس کی شخصیت میں ایسا توازن آجاتا ہے جو کہ انسان کو صحیح معنوں میں نائب حق بنا دیتا ہے۔ یہ نائبِ حق بہت ساری غیر معمولی خوبیوں سے متصف ہوتا ہے۔ اقبال نے اس غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک انسان کی جو خوبیاں شعر کے ذریعے بیان کی ہیں بشیر احمد نحوی نے اس کی وضاحت اس طرح سے کی ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

"وہ زندگی اور معاشرت کی مروجہ قدروں کا کڑی نظر سے جائزہ لیتا ہے اور تھکی ماندی انسانیت کو نئی منزلوں اور نئی قدروں سے آشنا کرتا ہے۔ اس کا وجود زندگی کے لیے تازہ ممکنات کا پیغام ہے۔"(۲)

بہر حال کہا جاسکتا ہے کہ پروفیسر بشیر احمد نحوی لوگوں تک اپنی بات پہنچانے میں کامیاب رہے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے اقبال کی فکر کے ماخذوں کو تلاش کرنے کے بعد ان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

"اقبال ایک تجزیہ" کا چوتھا مضمون ***"اقبال ماہ وسال کے تناظر میں"*** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں اقبال کی پیدایش کے سال سے لے کر وفات کے سال تک ہر ماہ ہونے والے واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ خاص طور پر ان واقعات کا جو اقبال کی زندگی کے ہر زاویے پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی نے یہ مقالات کمال محنت اور جانفشانی سے لکھے ہیں۔ پڑھنے والوں کے لیے عام فہم اور سادہ زبان میں لکھ کر ان کے ابلاغ کی کامیاب کوشش کی ہے۔ نقد و نظر میں کمال توازن اور استدلالی نکات پیشِ نظر رکھے گئے لیکن اکثر اوقات اقبال سے عقیدت مندی حاوی رہی۔

۲۔ اقبال عرفان کی آواز:

یہ کتاب اقبال۔ عرفان کی آواز، سال ۲۰۰۲ء میں شالیمار پریس سے طبع ہو کر شایع ہوئی۔ بشیر احمد نحوی نے اس کتاب کے مقدمے میں اقبال کی فکر، فلسفے اور پیغام سے اپنی ہم آہنگی اور تعلق خاص کا ذکر کیا ہے۔ اقبال کی فکر، فلسفے اور کلام کو سمجھنے کے لیے یہ مضامین ایک کلید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان مضامین میں نحوی نے اپنے دلی لگاؤ اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اس اظہار میں ان کے قلبی جذبات و احساسات پوری شدت سے عیاں ہیں۔ بشیر نحوی کی اقبالیات کے حوالے سے دوسری کتاب کا نام " اقبال عرفان کی آواز" کے نام سے ہے۔ بشیر نحوی وقتاً فوقتاً مختلف رسائل میں جو مضامین لکھتے رہے ہیں۔ اس کتاب میں کل دس مضامین شامل ہیں۔

" اقبال عرفان کی آواز" کے پہلے مضمون جو بہ عُنوان ***"اسرار ورموز میں قرآنی آیات کا استعمال"*** میں وہ پہلی کتاب کے ایک مضمون کی طرح قرآنی آیات کی جھلک دکھاتے ہیں۔ جس میں اس بات کی نشان دہی کی گئی ہے کہ ایک طرف تو اقبال کو اپنے علمی، ادبی سرمائے اور میراث کے چھن جائے کا دکھ تھا تو دوسری طرف مسلمانوں کی خستہ حالی، مفلسی اور بے بسی کا رنج تھا۔ وہ رات دن ان کی نشاۃِ ثانیہ اور عظمتِ رفتہ کی بازیافت کے لیے سوچ بچار کرتے اور اس زوال کا سبب تلاش کرنے کی بھی کوشش کرتے۔ آخر کار وہ اس سبب کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

گئے۔ یہ عجمی تصوف تھا۔ سستی، کاہلی، رہبانیت اور ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھ رہنے کا فلسفہ جس نے مسلمانوں کے قویٰ مضمحل کر دیئے اور وہ زوال کا شکار ہو گئے۔ وہ عجمی تصوف کو توحیدی تصوف سمجھ بیٹھے تھے۔ وہ توحید اور وحدت الوجود کو مترادف سمجھنے لگے، جس سے اُمّتِ مسلمہ کا نظریۂ حیات ہی بدل کے رہ گیا اور وہ کارزارِ حیات میں شکست کھا بیٹھے۔ حالاں کہ توحید خالصتاً مذہبی اصطلاح ہے اور وحدت الوجود کا مفہوم خالص فلسفیانہ ہے۔

اس کتاب کے دوسرے مضمون کا نام **"اقبال اور توحید وجودی"** ہے۔ اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کے ان اَفکار و خیالات کو داد تحسین دی ہے جن خیالات و اَفکار نے مُسلم معاشرے کی فِکری راہ نمائی کی۔ اُنھوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ کس طرح اس عہد میں ایک ایسے راہ نما کی ضرورت تھی جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی کی روایت کا امین ہوتا اور مسلمانوں کے امراض کی درست تشخیص کر کے علاج کرتا۔ اقبال نے کیسے مسلمانوں کے مسائل کا حل تلاش کیا اور مُسلمانوں کے زوال کے کیا اسباب تھے جو اقبال نے نشان زد کیے۔ اس حوالے سے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "اقبال نے ان تین باتوں کو سامنے رکھ کر مُسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کی کوشش کی، صحیح نظریۂ توحید سے آشنا کیا اور مختلف انداز سے ان کے قلوب پر حقیقتِ توحید آشکار کرنے کی سعی کی، اس لیے کہ ملت اسلامیہ کا اصل سرمایہ یہی توحید ہے۔"(۳)

تو اقبال نے خالص توحید کا تصور پیش کیا۔ توحید کے تصور میں ناخالص پن کچھ علما اور نام نہاد صوفیوں کے تصور تصوف کی وجہ سے در آیا تھا۔ علامہ اقبال نے نام نہاد صوفیوں کے تصورِ توحید اور وحدت الوجود کی تنسیخ کی اور توحید کا صاف سُتھرا تصور پیش کیا۔

" اقبال عرفان کی آواز " کے تیسرے مضمون کا نام **"کیا اقبال تصوف دشمن تھے"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون کے عنوان میں ہی اس سوال کا جواب موجود ہے کہ کیا اقبال تصوف کے دشمن تھے؟ جواب یہ ملتا ہے کہ اقبال اصل تصوف کے ہر گز دشمن نہ تھے بل کہ تصوف کے بارے اُن کا اپنا ایک خاص نقطۂ نظر تھا۔ کچھ شرائط تھیں، کچھ تقاضے تھے کیوں کہ اس تصوف کو جس کی رُوح غیر اسلامی ہو اقبال کے لیے اس کو ماننا ممکن نہ تھا۔ اِقبال خُود سلسلۂ قادریہ سے بیعت تھے۔ وہ کسی بھی متصوفانہ طریق کے دشمن نہیں ہو سکتے تھے لیکن جب تصوف کو فلسفیانہ ثقالتوں سے آلودہ کیا گیا اور تصوف کو شریعتِ اسلامی کے منافی دکھایا گیا تو اقبال خاموش نہ رہ سکے۔ انھوں نے تصوف کی اس آلودگی کے خلاف جہاد کیا اور اپنے بہت سارے محبین کو اس حوالے سے خطوط بھی لکھے۔ بشیر احمد

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

نحوی نے اقبال کے تصوف کے نظریے پر پوری تحقیق کی اور مضمون کے آخر میں ایک نتیجہ اخذ کیا ہے جو کہ اس مضمون کے عنوان کا جواب بھی بنتا ہے۔

" اقبال عِرفان کی آواز " کا چوتھا مضمون **" رہا صوفی، گئی روشن ضمیری "** کے عُنوان سے ہے۔ اِس مضمون کے بنیادی طور پر دو نکات ہیں اور یہی دو نکات اِس مضمون میں موضوعِ بحث بنے ہیں: پہلا نکتہ تصوف کی صاف سُتھری شکل اور تصوف کی آلودہ شکل اور اس کے بعد دوسرا نکتہ اقبال کا تصورِ عشق ہے۔ یہ دونوں نکات جہاں بشیر احمد نحوی نے الگ الگ موضوعِ بحث بنائے ہیں۔ وہاں ہی ان میں اقبال کے نظامِ فِکر کے حوالے سے ایک فِطری ربط بھی تلاش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ تصوف کے آلودہ تصور میں یا ان صوفیوں کے خیال میں جو تصوف کو قرآنی احکامات کے منافی چلانا چاہتے ہیں۔ اُن کا نظریۂ وحدت الوجود روحانی فکر سے بڑھ کر ایک فلسفیانہ اصطلاح بن چکا ہے۔ وحدت الوجودی فکر کے حامل لوگ کہتے ہیں کہ وجود چوں کہ صرف خدا کا ہی ہے اس لیے باقی سب کچھ ساقط ہے۔ جب کہ اس کے مقابل جو قرآنی فِکر کے لوگ ہیں ان کا زاویۂ نظر اور ہے۔ تصوف کا یہ زاویہ جس کی تبلیغ اقبال کرتے تھے تحرک پر مبنی تھا، کیوں کہ اس کے نزدیک خدا کا وجود ہر چیز میں نہیں ہے بل کہ موجوداتِ عالم میں جو بڑی بڑی نشانیاں ہیں یہ خدا کے وجود کی دلیل ہیں اِن پر بھی قرآن نے غور و فِکر کی دعوت دی ہے۔ بشیر احمد نحوی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> " ادھر قرآن حکیم شدت سے موجودات کی حقیقت کی تلقین کرتا ہے اور مناظر و مظاہر پر غورو فکر کرنے کی بار بار دعوت دیتا ہے اور موجودات کو علامات قدرت تصور کرتا ہے۔"(۴)

نام نہاد صوفیوں کے تصوف کی دوسری پھیلائی ہوئی قباحت یہ ہے کہ وہ نفی ذات کی تلقین کرتے ہیں جس سے زندگی میں حُسن کی طاقت کی کشید اور تحرک ختم ہو جاتا ہے۔ اقبال نے نفی ذات کی بجائے خُودی کا تصور پیش کیا۔ یہاں خُودی سے مراد انا یا غرور نہیں بل کہ اپنی ذات کا عِرفان ہے جس کے لیے اُنھوں نے عِشق کا نیا تصور بھی پیش کیا ہے۔ وہ تصور جو روایتی تصورِ عشق سے ہٹ کر ہے کیوں کہ روایتی تصورِ عشق بہت محدود ہے جب کہ اقبال کا تصورِ عشق لا محدود ہے۔ اِس مضمون میں تصوف، خُودی اور عشق کی ایک تثلیث بن جاتی ہے، جس میں اِقبال کے تینوں نظریات کا آپس میں گہرا ربط بنتا ہے۔ تینوں نظریات ایک دوسرے سے باہم مربوط ہیں اور ایک دُوسرے کی مدد کرتے نظر بھی آتے ہیں۔ اِقبال کے نظریۂ تصوف میں جمود اور انفعالی کیفیت نہیں ملتی، نہ نفی ذات

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

کا گمان گزرتا ہے جب کہ ذات کے نفی نہ کرنے کے عمل کو ان کا نظریۂ خُودی تقویت دیتا ہے جب کہ نظریۂ خُودی نظریۂ عشق کی گرمی سے قوت حاصل کرتا ہے۔

" اقبال عرفان کی آواز " کا پانچواں مضمون **"سرسید اور اقبال-ایک جائزہ"** ہے۔اس مضمون میں ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے دونوں مصلح قوم راہ نماؤں یعنی سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کی اصلاح پسندی اور دونوں راہ نماؤں کے اس حوالے سے فِکری اشتراکات پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ دونوں شخصیات وہ ہیں جنھوں نے وقت کی رفتار پر نظر رکھی اور دونوں شخصیات نے مُسلمانوں کی اِصلاح فِکری اور معاشرتی ہر دو سطح پر تھی۔ان دونوں ہستیوں کے فِکری اشتراک اور مُشترک ذہنی رجحانات کے بارے میں بات کرتے ہوئے بشیر نحوی لکھتے ہیں:

> "ہماری گزشتہ ڈیڑھ سو سال کی عِلمی تاریخ میں سرسید احمد خان اور علامہ اقبال ان عظیم المرتبت شخصیات میں سے ہیں،جنھوں نے اپنے زمانے کے تقاضوں کو سمجھا،پرکھا اور مُلک و ملت کی فلاح و اصلاح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قدم آگے بڑھایا۔ بہ ظاہر دونوں شخصیات کے فِکر و عمل میں تضاد کا گمان گزرتا ہے، تاہم بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اقبال اور سرسید دونوں اپنے مقاصد اور فکر و عمل کے اعتبار سے بے حد قریب نظر آتے ہیں۔"[۵]

علامہ اقبال اور سرسید کا عہد سیاسی حوالے سے ایک سطح پہ مشترک حالات کا حامل تھا اور ایک سطح پر اقبال کا عہد سرسید کے عہد سے قدرے بہتر تھا۔ نو آباد کاروں کا جتنا جبر تھا،اقبال کے عہد میں اس جبر میں کسی حد تک کمی آگئی تھی اور یہ کمی ہندوستانیوں کے اس شعور کی بدولت تھی جو ہندوستان میں چلنے والی مختلف سماجی و مذہبی اور سیاسی تحریکات نے ہندوستان کے عوام میں پیدا کیا تھا۔ دونوں راہ نماؤں نے ایک جیسے حالات میں رہ کر ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک جیسے فیصلے کیے۔ایک جیسی سوچ کے ساتھ آگے بڑھے اور مسلمانوں کو قعرِ مذلّت سے نکالنے کے لیے دِن رات محنت کی۔ زمانی حوالے سے سرسید پہلے آتے ہیں اور اقبال بعد میں،اقبال نے اپنی شاعری اور خطوط میں کئی جگہ سرسید احمد خان کا نام احترام سے لیا اور وہ اُن کی تحریک سے متاثر ہیں۔ علی گڑھ تحریک کا اثر اقبال کے افکار و نظریات پر بھی نظر آتا ہے۔

" اقبال عرفان کی آواز " کے چھٹے مضمون کا عنوان **"اقبال کا کارنامہ"** ہے۔ یہ مضمون اپنے عنوان سے ہی اپنے معنی کا پتہ دیتا ہے کہ اقبال کا کارنامہ یعنی جو اُن کا فکری میدان ہے اِس میں اقبال کی مُنفرد اور اِضافی خُوبی کیا ہے۔ اُنھوں نے اس میدان میں کیا نیا دیا ہے اور کِن پرانے اور گھسے پٹے فِکری دائرؤں کو پامال کر کے نئی حدود و

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

قیود متعین کی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے علم میں ہے کہ اِقبال کی بُنیادی شہرت بطور ایک شاعر ہے۔اُردو شاعری کی روایت میں انکا نام اعتبار کا درجہ رکھتا ہے۔اُردو شاعری کی روایت میں اپنی الگ حیثیت منوانا ایک مُشکل کام ہے کیوں کہ اس روایت نے میر و غالب مومن و ذوق جیسے غزل گو اور قصیدہ گو پیدا کیے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مرثیہ کی صنف میں میر انیس اور مرزا دبیر جیسے نابغہ روز گار شاعر پیدا کیے۔ ساتھ ہی ساتھ مثنوی کی صِنف کو بامِ عروج تک پہنچانے کے لیے میر حسن اور دیا شنکر نسیم جیسے شاعر اُردو شاعری کا فخر اور اثاثہ ہیں۔ اتنی توانا اور زرخیز شعری روایت کے ہوتے ہوئے،اقبال نے کس طرح فکری واُسلوبیاتی سطح پر اپنی انفرادیت کالوہا منوایا۔

" اقبال عرفان کی آواز " کے ساتویں مضمون کا عنوان ہے ***" رخت بہ کاشمر کشا "*** ۔اس مضمون میں بشیر نحوی نے اقبال سے ان کے آبائی علاقے یعنی کشمیر سے محبت کو موضوع بنایا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی انسان ہو اپنی جنم بھومی سے محبت اس کی جبلت میں شامل ہے۔وہ کہیں بھی چلا جائے جیسا بھی بڑا منصب اسے حاصل ہو جائے اسے اپنا وہ علاقہ نہیں بھولتا جہاں اس نے اپنے ہم جولیوں کے ساتھ بچپن میں وقت گزارا ہو کیوں کہ اس علاقے سے پھر اس کی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔اقبال نے اپنی اُردو شاعری میں جابجا کشمیر کا ذکر عقیدت و احترام اور تفاخر سے کیا ہے۔ اقبال کے اس رویے کے بارے میں بشیر نحوی لکھتے ہیں:

> "اقبال کے پورے اُردو اور فارسی کلام میں کسی خِطۂ زمین،علاقہ یا ملک کا ذکر اس قدر کثرت کے ساتھ نہیں ملتا ہے۔ جِس قدر اُنھوں نے کشمیر کا تذکرہ بہت ہی عقیدت مندانہ اور ناصحانہ انداز میں کیا۔ "(۶)

اگر حُب الوطنی ہر شخص کے لیے لازم ہے تو پھر دُوسری طرف اگر کسی خطے میں کوئی غیر معمولی ذہین اور زرخیز دماغ پیدا ہو تو پھر اس خطے کو بھی اس پہ بجا طور پر فخر ہوتا ہے۔یہی سبب ہے کہ اہلِ کشمیر اقبال کے اَفکار و نظریات سے نہ صرف متاثر ہیں بل کہ اپنی دھرتی کے سپوت پر بجا طور پہ فخر بھی کرتے ہیں۔

" اقبال عرفان کی آواز " کے آٹھویں مضمون کا نام ہے ***" مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی اقبال شناسی "*** ۔میر و غالب کے بعد بلاشبہ اقبال اپنی ذات میں دبستان کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ ان کی شاعرانہ فِکر اتنے بڑے تخلیقی تجربے کے طور ہر سامنے آئی کہ جس کی تفہیم تاحال جاری ہے اور یہ ہمیشہ جاری رہے گی۔ہماری تاریخ نقد میں بہت سارے ایسے نام سامنے آتے ہیں جنھوں نے اقبال کی فکر کی شرح کرنے کی کوشش کی،اِن ماہرینِ اقبال کی ایک طویل فہرست ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

ڈاکٹر بشیر احمد نحوی خود بھی ماہرین اقبال میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے اس مضمون میں ایک اور ماہر اقبال سید ابو الحسن علی ندوی کی اقبال شناسی کا جائزہ لیا ہے۔ اپنے مضمون کے آغاز میں انھوں نے مولانا ابو الحسن علی ندوی کے علمی و ادبی کارناموں کے متعلق تفصیل سے بتایا ہے۔ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ ناقد شاعری کی رُوح اور فکر کی گیرائی دریافت کرنے کے بجائے تشبیہات و استعارات کے حسن و قبح کے گورکھ دھندے میں الجھ کر رہ جاتے ہیں لیکن ابو الحسن علی ندوی کی اس خوبی کو بشیر احمد نحوی نے یوں سراہا ہے کہ انھوں نے اقبال کی فکر پر مربوط تبصرہ کیا ہے۔

" اقبال عرفان کی آواز " کا نواں اور آخری مضمون ***" اقبال شناسی اور جگن ناتھ آزاد "*** کے عنوان سے ہے۔ یہ مضمون بھی اس سے پہلے مضمون کی طرح ایک ماہرِ اقبال کی نگارشات کا تجزیہ کرتا ہے لیکن پہلے ماہرِ اقبال اور متذکرہ اقبال شناس میں ایک فرق ہے۔ سید ابو الحسن ندوی مُسلمان تھے، علمی و عملی انسان تھے۔ ان کے لیے اقبال کی شاعری کی تفہیم اِتنا مشکل کام نہ تھا جتنا مشکل کام کسی غیر مسلم کے لیے ہے کیوں کہ اقبال کی فِکر پر قرآنی فِکر کی چھاپ بہت گہری ہے۔ جگن ناتھ آزاد کی اقبال فہمی کا اعتراف کرتے ہوئے مولانا شبلی نعمانی یوں رقم طراز ہیں:

> "مولانا شبلی نعمانی نے ستر سال قبل پریم چند کے بارے میں لکھا تھا کہ پانچ کروڑ مسلمانوں میں اس کافر کی سی اُردو کوئی دوسرا نہیں لکھ سکا۔ ٹھیک یہی حال جگن ناتھ آزاد کا ہے کہ ہندو پاک میں اقبال اور اِقبالیات کا ایسا دوسرا کوئی غیر مسلم ترجمان پیدا نہیں ہو سکا۔ یقیناً آزاد اقبال کا بے بدل شیدائی اور اقبالیات کی چلتی پھرتی ڈکشنری ہے۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں بل کہ اعترافِ حقیقت ہے۔"(۷)

اِقبال کی شاعری پر یہ اعتراض بہت سارے ناقدین کی طرف سے وارد ہوتا رہا ہے کہ اقبال انسانیت کے بجائے اِسلام کے شاعر ہیں حالاں کہ فی الاصل اقبال کی نِگاہ دُور رس نے یہ حقیقت بھانپ لی تھی کہ اسلام ہی وہ واحد طرزِ نظام ہے جس میں آفاقیت پائی جاتی ہے جو پُوری انسانیت کے لیے خیر کا باعث ہے۔ اِن تمام ناقدین ادب نے جِس طرح اِقبال کی شاعرانہ فِکر پر اعتراضات کیے اور جگن ناتھ آزاد نے جس طرح اقبال کی فکر کا دفاع کیا۔ خوش گوار حیرت ہے کہ "ضمیمہ" والے حصّے میں پروفیسر بشیر احمد نحوی کی اپنی ایک نظم بھی شامل ہے جو غالباً پروفیسر نحوی کا اکلوتا منظوم کارنامہ ہے۔ یہ اقبال کو چاہنے والے ایک عقیدت مند کا ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے منظوم نذرانہ ہے۔ نظم ملاحظہ فرمائیں :

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

وہ نوا سنجِ حرم اقبال جس کا نام ہے
وہ حکیم شرق ہے وہ شاعرِ اسلام ہے
وہ برہمن زادہ ہندی مائج بحر علوم
محرم حلاج وہ رمز آشنائے پیر روم
بُلبلِ رنگین نوائے گلستانِ ہند و پاک
جس کے نغموں سے ہوا رازِ خُودی کا پردہ چاک
قوم کے غم میں جو راتوں کو تھا ہمیشہ اشک بار
جو دلوں میں دردِ ملت سے رہا ہے بے قرار
گو ہوا تھی تند روشن کر گیا اپنا چراغ
زندگی کا اپنے حسن میں جس نے پایا سراغ
تجھ میں اے اُجڑے چمن ایسی کلی بھی کھل گئی
جس کی خوشبو سے فضا میں اک نئی جاں مل گئی
ترجمانِ رازِ ملّت وہ فقیر کج کلاہ
جس نے بخشی اس چمن میں چشمِ نرگس کو نگاہ

(پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی)

پروفیسر بشیر احمد نحوی کی درج بالا نظم علامہ اقبال سے ان کی محبت اور عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس نظم میں پروفیسر نحوی نے علامہ محمد اقبالؒ کو مختلف القابات سے مخاطب کیا ہے، جیسے کہ نوا سنجِ حرم، حکیمِ مشرق، رمز آشنائے پیر روم، بلبلِ رنگین، نوائے گلستانِ ہند و پاک، فقیرِ کج کلاہ اور ترجمانِ رازِ ملّت وغیرہ۔ مجموعی طور پر پروفیسر بشیر احمد نحوی کے ان مضامین میں دل کشی بھی ہے اور رَعنائی بھی، ان میں جذبات نگاری بھی ہے اور یہ قومی و ملی درد سے بھی لبریز ہیں کیوں کہ انھیں نحوی نے دل کی روشنائی میں قلم ڈبو کر لکھا ہے۔

۳۔ احساس و ادراک:

"احساس و ادراک" کے نام سے مضامین کا یہ مجموعہ جون ۲۰۱۱ء کو میزان پبلشرز، سری نگر، کشمیر کے زیر اہتمام چھپ کر شائع ہوا۔ اس کتاب میں پروفیسر بشیر احمد نحوی کے سینتیس(۳۷) مضامین شامل ہیں۔ یہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلّہ

مضامین ریاست جموں و کشمیر کے سب سے مشہور اور سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار "کشمیر عظمیٰ" کے لیے تحریر کیے گئے۔ علامہ محمد اقبالؒ پروفیسر بشیر احمد نحوی کے لیے ایک مثالی انسان تھے۔ اسی وجہ سے وہ ان کی فکر، خیالات اور اشعار کو پسند کرتے تھے بلکہ وہ ان کو عوام الناس تک پہنچانا ہمیشہ اپنا فرضِ منصبی سمجھتے رہے۔ پروفیسر موصوف نے علامہ محمد اقبالؒ کے عشق کے حوالے سے بھی لکھا ہے جو عشقِ محمد ﷺ کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ یہی عشق ان کی زندگی کا محور اور ان کی شاعری کا مرکزی نقطہ رہا ہے۔ اس کتاب میں اقبال اور کشمیر کے حوالے سے کئی مضامین شامل ہیں۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی بتاتے ہیں کہ چوں کہ اقبال نے آبا و اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا، اس لیے اقبال کو کشمیر سے ایک روحانی لگاؤ تھا۔ لگتا تھا جیسے کشمیر کے خوب صورت مناظر اور حُسن علامہ کے اندر بستے ہیں۔ اہلِ کشمیر کو بھی اقبال سے اسی قدر محبت تھی۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ فیصلہ کرنا کہ محب کون ہے اور محبوب کون؟ ذرا مشکل ہے۔ دونوں طرف یکساں جذبۂ محبت موجزن تھا۔

پروفیسر بشیر احمد نحوی کی اِقبال شناسی کے حوالے سے تیسری کتاب "احساس و ادراک" ہے۔ یہ خاصہ ضخیم مجموعۂ مضامین ہے جس میں کل سینتیس مضامین شامل ہیں۔ کتاب "احساس و ادراک" کے پہلے مضمون کا عنوان **"علامہ اقبال۔۔شیدائی مدینہ"** ہے۔ اس مضمون میں بشیر نحوی نے رسول اکرم ﷺ کے شہر سے اقبال کی بے پناہ محبت و عقیدت کا جائزہ لیا ہے۔ اقبال کی شاعری میں جگہ جگہ رسول اکرم ﷺ سے محبت اور ان کے شہر سے محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اقبال ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کا دل عشقِ نبی ﷺ سے سرشار تھا۔ اقبال نے اپنے تمام نظریات میں عشقِ رسول ﷺ کو مرکزیت دی ہے۔ اُن کا تصورِ خُودی ہو یا مردِ مومن یا تصورِ عشق سب میں عشقِ رسول ﷺ کو مرکزی مقام دیا ہے۔ وہ خود بھی کئی جگہوں پہ اعتراف کرتے ہیں کہ اُنھوں نے خاص افکار کی ترسیل کے لیے شاعری کو وسیلہ بنایا۔ اقبال کے عشقِ رسول ﷺ اور عشقِ مدینہ کے بارے میں مجموعی رائے دیتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "اقبال کے نظامِ فکر و نظر پر گہری نگاہ ڈالنے کے بعد اس امر کا بھرپور احساس ہوتا ہے کہ ان کی شاعری کا بنیادی مرکز و محور محبتِ الٰہی اور عشقِ مصطفوی ﷺ ہے۔ اس عشق کی بدولت وہ مسلمانوں کی خفتہ و تاریک زندگی میں بیداری اور روشنی کے فانوس جلانا چاہتے تھے۔"(۸)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

نبی پاک ﷺ کو اپنے خاندان سے بہت محبت تھی۔ اُنھوں نے بہت ساری احادیث میں مُسلمانوں کے لیے بھی اِس عقیدت و محبت کو لازم قرار دیا ہے۔ اب جس کے پاس جتنی معرفت ہو گی وہ اہلِ بیت کا اتنا ہی حب دار ہو گا۔ اقبال بھی چوں کہ عارف تھے اس لیے اُنھوں نے اپنے کلام میں کثرت سے ان ہستیوں کا ذکر کیا ہے۔

" احساس و ادراک " کے دُوسرے مضمون " ***خاندانِ نبوت کا مرتبہ و مقام اور اقبال کا فکری نظام*** " ہے میں بشیر نحوی نے آقائے دو جہاں ﷺ کی ذاتِ اقدس کو عظمت و جلالت کا وہ مقام قرار دیا ہے جس کی تقدیس و توقیر کے حدود اللہ تعالیٰ نے خود متعین کیے ہیں اور تا قیامت آپ ﷺ کی ذات مسلمانانِ عالم کے لیے اُسوہ حسنہ اور طریقہ کاملہ بن کر رہے گی۔ آپ کا خاندان پوری ملت اِسلامیہ کے لیے مقدس و محترم ہے۔ آپ کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین یعنی مومنوں کی ماؤں کا مرتبہ و مقام حاصل ہے۔

" احساس و ادراک " کے تیسرے مضمون کا عنوان " ***فکرِ اقبال اور ذکرِ ابراہیم علیہ السلام (فارسی کلام کی روشنی میں)*** " ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری میں بہت سارے انبیا، بہت سارے اولیا، بہت سارے صحابہ اور بہت ساری علمی و ادبی شخصیات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے پیشِ نظر ہمیشہ وہ شخصیت رہی ہیں جو کہ اپنی کسی نہ کسی اِضافی خوبی سے منفرد حیثیت رکھتی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذِکر اُنھوں نے عقیدت و احترام سے کیا ہے اور اُن کو خالص توحید پر قایم رہنے والی برگزیدہ ہستی کے رُوپ میں دکھایا ہے۔

" احساس و ادراک " کے چوتھے مضمون کا عنوان " ***حضرت سید علی ہمدانیؒ کے حضور میں شاعرِ مشرق علامہ اقبال*** " ہے۔ اِس مضمون میں خطۂ کشمیر کے ایک معروف صوفی بزرگ کی علمی و ادبی شخصیت کو موضوع بحث بنا کر اِقبال کے ان کے بارے خیالات و افکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اقبال کی زندگی میں آنے والے مثالی انسانوں میں سید علی ہمدانیؒ کا رتبہ بہت بلند ہے۔ سید علی ہمدانیؒ کا تعلق بھی چوں کہ کشمیر سے تھا تو اِس طرح اِقبال کو اُن سے دوہری عقیدت تھی۔ یہ بزرگ مسلک و فرقے سے بالاتر ہو کر پورے خطے کے لوگوں کے لیے خیر تقسیم کرنے کے حق میں تھے۔ وہ اس خطے کے ان معدودے چند لوگوں میں شمار ہوتے تھے جن کا نام اور اَفکار کی گونج تا قیامت سنائی دے گی۔ مجموعی طور پر بشیر احمد نحوی نے اقبال کے ان نظریات کا جائزہ لیا ہے جو سید علی ہمدانیؒ کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے تھے۔

" احساس و ادراک " کے پانچویں مضمون کا عنوان " ***اِک وَلولہ تازہ دیا میں نے دِلوں کو (دانائے راز کی یاد میں)*** " ہے۔ اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اِقبال کے فِکر و فَن کے اِختصاصی پہلوؤں پہ روشنی ڈالی ہے۔ اِس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

نکتے کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اقبال نے کس طرح اس خُفتہ قوم کو بیدار کیا اور شاعری سے وہ کام لیا جو اُردو شاعری کا کوئی دُوسرا شاعر نہ کر سکا۔ اِقبال کی شخصیت اور فِکر کے مُختلف پہلوؤں پر ناقدانہ اور تجزیاتی رائے دیتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> " وہ بیک وقت ایک شاعر، فلسفی، ایک دَانش ور، ایک مُصلح ایک قانون دان، ایک عاشقِ قرآن، ایک شیدائی رسول ﷺ اور ایک انقلابی تھے۔ وہ متحدہ ہندوستان کے مُسلمانوں کی ایک ایسی محترم شخصیت تھی جِس کے ساتھ ہر مَسلک اور ہر خطے کے لوگ احترام کے جذبات رکھتے تھے۔ اپنے اُردو اور فارسی کلام میں ہندوستان کے کئی مقامات اور شخصیات کا اُنھوں نے تذکرہ بھی کیا ہے، کبھی اُنھیں رُومۃ الکبریٰ میں دہلی یاد آتی ہے، کبھی وہ حضرت نظام الدینؒ، حضرت معین الدینؒ، حضرت بو علی قلندرؒ، نانک، رام، کرشن اور تیر تھ رام کی خدمات کو سراہتے ہیں۔"(۹)

دَرج بالا اقتباس کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ اقبال کی شخصیت کی کئی ایک جہات ہیں، جن کی وجہ سے وہ ہندوستان کے نمایاں فَرد کے طور پر سامنے آتے ہیں اور ہندوستان کے نمایاں شاعر کے طور پر خود کو منواتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی شاعری میں ہندوستان کے فِطری مناظر سے گہری وابستگی نظر آتی ہے پھر اُنھوں نے جس طرح ہندوستان کے سیاسی وسماجی معاملات پر تفصیل سے روشنی ڈالی وہ صرف انہی کا خاصہ ہے۔

" احساس وادراک" کا چھٹا مضمون " ***اقبال۔۔۔ایک دانش نورانی***" کے عنوان سے ہے۔ اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کے ہاں دانش نورانی کے عناصر کا ذکر کیا ہے اور دانشِ نورانی کی وضاحت بھی کی ہے۔ ساتھ ساتھ انھوں نے دانشِ نورانی کی ضد پہ جو قوت ہے یعنی دانشِ برہانی اس کی خصوصیات بھی بیان کی ہیں۔ وزیر آغا اُردو ادب کے معروف نقاد ہیں۔ اُنھوں نے انہی دو اصطلاحوں یعنی دانش نورانی اور دانش برہانی کو ملحوظ رکھ کر ایک کتاب بہ عنوان " تصوراتِ عِشق و خرد اقبال کی نظر میں "لکھی ہے۔ اقبال کی شاعری میں یہ دونوں اصطلاحیں بڑے پیمانے پر استعمال ہوئی ہیں دانشِ نورانی وہ قوت ہے جو وجدان الہام اور وحی کی نمایندہ ہے اور جو ایک انسان کی درست سمت نمائی کر کے اسے منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے جب کہ دانش برہانی وہ قوت ہے جو عقل و دلیل کی نمایندہ ہے۔ اس کا کسی وجدانی سرچشمے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے پاس نہ حضوری کی طاقت ہوتی ہے نہ درست سمت نمائی، نہ یہ کسی شخص کو منزلِ مقصود تک پہنچاتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

" احساس واِدراک " کے ساتویں مضمون کا عنوان ہے ***"اقبال کا دردمند دِل اور کشمیر"*** ۔اِس مضمون میں بھی بشیر احمد نحوی نے اِقبال کی کشمیر سے محبت اور اِس کے فطری نظاروں اور خوب صورتی کے سَحر کو موضوع بنایا ہے۔ اقبال کشمیر کے ہی فرزند تھے۔ کشمیر کی وادیوں، کشمیر کے پھولوں، پھلوں، جھرنوں اور جھیلوں کی محبت اقبال کے رگ وپے میں موجزن تھی۔بشیر احمد نحوی نے اس مضمون میں وہ سارے شعری حوالے بھی دیے ہیں جِن میں علامہ اقبال نے اہلِ کشمیر پر ہونے والے ظلم وجبر کے خلاف آواز ٹھائی ہے۔

" احساس و ادراک " کے آٹھویں مضمون کا عنوان ہے ***"کشمیر میں اقبال شناسی ایک جائزہ"*** ۔اس مضمون میں بشیر نحوی نے کشمیر میں اِقبال شناسی کے دس سالوں کا جائزہ لیا ہے۔دو ہزار سے لے کر دو ہزار دس تک وادی کشمیر کی جامعات میں اور انفرادی سطح پر اقبال پہ بہت سارا کام ہوا ہے اور ابھی فکرِ اقبال کی تفہیم کا عمل جاری ہے۔بشیر نحوی کا تعلق بھی چوں کہ کشمیر سے ہے اور اقبال بھی اس وادی کے قابلِ فخر سپوت ہیں۔ بشیر نحوی وادی میں اقبال پر ہونے والے تحقیقی کام سے مکمل طور پر آگاہ ہیں اور اس کے چشم دید گواہ بھی ہیں۔

" احساس واِدراک " کے نویں مضمون کا عنوان ***"تین اہم شہر اور اقبال اگرچہ زادۂ ہندم فروغ چشم من است"*** ہے۔اس مضمون میں اقبال نے جن تین شہروں کا اپنی شاعری میں خصوصی طور پر ذکر کیا ہے،اس کا جائزہ لیا ہے۔یہ تین شہر اقبال کے ایک شعر کے دوسرے مصرعہ میں یوں آتے ہیں:" ز خاک پاک بخارا و کابل و تبریز"۔ان تینوں شہروں کی انفرادی خصوصیات اور اقبال کی ان کو پسند کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے،اس مضمون میں مختلف جگہوں پر بشیر نحوی لکھتے ہیں:

> "(بخارا، کابل اور تبریز کی پاک مٹی سے) شعر کی مجموعی فضا آدمی کو ان تین شہروں کی تاریخی روایات اور ان سے وابستہ شخصیات کے کارناموں اور روحانی کمالات کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ مشرق کی اسلامی تاریخ میں بخارا کے عُلما اور اولیااللہ، تبریز کے حضرت شمس تبریزی اور کابل کے متعدد بزرگوں اور حکم رانوں نے کتنا بڑا حصہ ادا کیا۔"(۱۰)

" احساس واِدراک " کے دسویں مضمون کا عنوان ہے ***" نئی صدی میں شاعر مشرق کی معنویت"*** بڑی اور آفاقی شاعری بڑے اور آفاقی تخلیقی تجربے کی دین ہوتی ہے۔ جتنا بڑا تخلیقی تجربہ ہو گا۔اتنی ہی اس کی تفہیم کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

جہات بھی وسیع ہوں گی۔ بہت کم شاعر ایسے ہیں جن کی شاعری میں فکری حوالے سے آفاقی عناصر شامل ہوتے ہیں۔

" احساس و ادراک" کے گیارہویں مضمون کا عنوان **"آتش نوا شاعر اور صحافی آغا شورش کاشمیری دانائے راز کے حضور میں"** ہے۔ اس مضمون میں نقاد نے شورش کاشمیری کی کلامِ اقبال سے محبت و عقیدت پر روشنی ڈالی ہے۔ کسی بھی شاعر کے کلام کی اہمیت ماننے کے کئی طریقے ہوتے ہیں۔ کچھ شاعر کسی دوسرے شاعر کے کلام سے متاثر ہوتے ہیں تو اسے منظوم کلام کے ذریعے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں یا پھر اس شاعر کی شاعرانہ تراکیب و اُسلوب کا اثر قبول کرتے ہیں ۔بشیر احمد نحوی نے چوں کہ کلامِ اقبال کا بہت ہوش مندی سے مطالعہ کیا تھا اور شورش کے کلام کو بھی تنقیدی ژرف نگاہی سے پڑھا ہے۔

" احساس و ادراک" کے بارہویں مضمون کا نام ہے **" دورِ جدید میں فکرِ سعدی شیرازی کی معنویت و افادیت"** جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس مضمون میں سرزمین ایران کے مشہور شاعر و دانش ور شیخ سعدی کی آفاقی فکر کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ آفاقی فکر شاعری اور نثر دونوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ وہ فِکر ہے جس نے بعد والے بہت سارے شُعرا اور اَدبا کو بھی متاثر کیا ہے۔

" احساس و ادراک" کے تیرہویں مضمون کا نام **"شاعرِ مشرق کا تخلیقی شاہکار: زبورِ عجم"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کی فارسی تصانیف میں سب سے زیادہ جس صِنف کو فوقیت دی ہے، وہ زبورِ عجم ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اس کتاب میں موجود شاعرانہ اصناف کا مکمل جائزہ لیا ہے۔

" احساس و ادراک" کا چودھواں مضمون **"گردشِ لیل و نہار اِنسانی دُنیا کا منظر نامہ بدل رہا ہے"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے تصورِ وقت اور تغیرِ وقت کے بارے میں مختلف مکاتیبِ فکر کے لوگوں کے نظریات کا جائزہ لیا ہے اور اہلِ معرفت کو اس راز کا واقف قرار دیا ہے۔

" احساس و ادراک" کا پندرھواں مضمون **" ماحولیات کا توازن اور فکرِ اقبال"** ہے۔ آج کل جو بات سب سے زیادہ سننے کو مل رہی ہے، وہ ماحولیاتی تبدیلی ہے۔

" احساس و ادراک" کا سولھواں مضمون **"عروسِ کشمیر۔۔۔ برف کی حنا بندی میرا کشمیر کتنا پیارا ہے"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے برف کو وادی کے لیے ایک طرف سہولت اور خیر و برکت قرار دیا ہے۔ وادی کی ٹھنڈک اور صاف پانی کی فراہمی کی ذمہ دار یہ برف ہی ہے جو کہ دسمبر سے مارچ تک وادی کو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

ڈھانپ لیتی ہے لیکن تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ یہ برف باری رحمت ہونے کے ساتھ ساتھ زحمت بن جاتی ہے، اس دوران ساری وادی پر جمود چھا جاتا ہے۔ لوگ گھروں میں محصور ہو کر بیٹھ جاتے ہیں بشیر احمد نحوی نے اس مضمون میں لوگوں کے محصور ہو کر بیٹھ جانے کے دو واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔ بشیر احمد نحوی کو اس بات کا بہت ملال ہے کہ یہ جو تین چار ماہ برف باری کے سبب لوگوں کی سماجی اور معاشی سرگرمیاں تعطل کا شکار رہتی ہیں اس کے تدارک کی کوئی تجویز ہونی چاہیے۔

" احساس و ادراک " کے سترھویں مضمون کا عنوان **" شوریدہ کاشمیری: کشمیر کا درویش صفت سخنور "** وفات ۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے قدرے طوالت سے شوریدہ کاشمیری کی سخن سرائی اور سخن فہمی کو بیان کیا ہے۔ ساتھ ساتھ شوریدہ کی زندگی کے دیگر گوشوں کو بھی بیان کیا ہے۔ بشیر احمد نحوی کو شوریدہ کی علم دوستی فقر و استغنا سے لبریز شخصیت بہت پُر کشش لگتی ہے۔

" احساس و ادراک " کا اٹھارہواں مضمون **" میر غلام رسول نازکی (وفات ۱۶ اپریل ۱۹۹۸ء) "** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے میر نازکی مرحوم کی شخصیت کی متنوع جہات کا جائزہ نہایت مؤثر انداز سے لیا ہے۔

" احساس و ادراک " کے انیسویں مضمون کا عنوان **" سلطان الحق شہیدی ۔۔۔ شبنمی اداسیوں کا شاعر "** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بھی انھوں نے وادی کشمیر کے ایک اور شاعر سلطان الحق شہیدی کی شخصیت اور شاعری کو مختلف زاویوں سے دیکھا اور دکھایا ہے۔

" احساس و ادراک " کا بیسواں مضمون **" خواجہ غلام حسن نحوی ۔۔۔ انقلابی آہنگ کا شاعر "** کے عنوان سے ہے۔ ہر شاعر کا اپنا اپنا مزاج ہوتا ہے جس کے مطابق وہ موضوع اور اُسلوب کا انتخاب کرتا ہے۔ بعض شاعر رومانی ہوتے ہیں ان کے اُسلوب کی چاشنی الگ ہی ہوتی ہے بعض شاعر انقلابی شاعری کرتے ہیں ان کو اُسلوب کی بلند آہنگی کے لیے الفاظ بھی ایسے منتخب کرنے پڑتے ہیں جو پر شکوہ تاثر کے حامل ہوں۔ خواجہ غلام حسن نحوی ایک جہاں دیدہ شخص اور شاعر ہیں جنھوں نے وادی پر ہونے والے ظلم و ستم کو کھلی آنکھوں سے دیکھا تو ان میں بغاوت اور انقلاب کی لَے اتر آئی۔ ان کی شاعری میں انقلابی آہنگ کا غلبہ نظر آتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

"احساس و ادراک" کا اکیسواں مضمون ***"کشمیر یونی ورسٹی کا ایک نابغۂ روزگار پروفیسر قاضی غلام محمد مرحوم"*** کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں بشیر نحوی نے قاضی غلام محمد کی شخصیت کے نایاب گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔

"احساس و ادراک" کا بائیسواں مضمون ***"تعلیمی نظام۔۔معیار ومیزان میں ادبار وزوال"*** کے عنوان سے ہے۔دنیا کا کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہے جس نے تعلیمی و تحقیقی معیار کو بہتر بنائے بغیر ترقی کی ہو۔بشیر نحوی نے اس مضمون میں وادی کے سکولوں اور کالجوں میں پڑھائے جانے والے نصاب کی خامیاں بھی بتائی ہیں۔یورپ کے نظام تعلیم کی کچھ خامیاں بھی بتائی ہیں اور کچھ خوبیاں بھی۔اس ضرورت پہ بھی زور دیا ہے کہ وادی کا نظام تعلیم اور نصاب تعلیم معیاری ہونا بہت ضروری ہے۔اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ریاستی حکومت کے ذمہ داروں سے یہ ہماری مخلصانہ استدعا ہوگی کہ زراعت، باغبانی، جنگلات، تعمیرات اور افزائشِ حیوانات کے محکمہ جات میں آپ کے فیصلے اور منصوبے کیا ہوں گے، وہاں ترقی اور تعمیر کے نام پر کیا گُل کھلیں گے لیکن شعبۂ تعلیم اور نظامِ تدریس کو صحت مند بنیادوں پر قایم رکھنے، اس کی ہمہ گیر ترقی کو یقینی بنانے، اساتذہ اور طلبہ کو جواب دہ بنانے، رقومات کے بر محل استعمال کی راہوں کو کشادگی فراہم کرنے اور اسے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔"(۱۱)

"احساس و ادراک" کا تئیسواں مضمون ***"ڈگری کالج اسلام آباد جنوبی کشمیر کا اولین تعلیمی سرچشمہ"*** کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں انھوں نے اپنے مادر علمی کی تعلیمی سرگرمیوں اور اپنے اساتذہ کرام کو عقیدت و محبت سے یاد کیا ہے۔اپنے عہد کے کالج کے نظم و نسق کا موجودہ عہد کے کالجز سے تعلیمی و تنظیمی حوالے سے تقابل کیا ہے اور دونوں کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کیا ہے۔

"احساس وادراک" کا چوبیسواں مضمون ***"خیرِ عام کی ضرورت و معنویت"*** کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں اُنھوں نے خیرِ عام کی ترکیب کی عمدہ طریقے سے تفہیم کی ہے اور اس ترکیب کی معنویت کا رشتہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی ذات بابرکات سے جوڑا ہے۔مزید وضاحت کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا ہے کہ خیرِ عام سے مراد آپ کا ساری انسانیت کے لیے خیر کا الوہی پیغام ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

" احساس و ادراک" کے پچیسویں مضمون کا عنوان ***"انسان دوستی"*** ہے۔ اس مضمون میں اُنھوں نے لفظ انسان کے اصل کی وضاحت کی ہے اور معنی کے تانے بانے ایک انسان کا دوسرے اانسان سے پیار و محبت اور شفقت سے جوڑے ہیں۔ انسان دوستی کا اسلامی تصور بیان کرنے کے بعد اُنھوں نے اس جذبے کو مقدم و مقدس قرار دیا ہے۔

" احساس و ادراک" کا چھبیسواں مضمون ***" انکساری و فروتنی"*** کے عنوان سے ہے۔ یہ مضمون بھی اصلاحی رنگ لیے ہوئے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے انکساری و عاجزی کی تعریف کی ہے اور انسانی زندگی میں اس کے فوائد بیان کیے ہیں۔

" احساس و ادراک" کا ستائیسواں مضمون ***" احساس ذمہ داری"*** کے عنوان سے ہے۔ احساسِ ذمہ داری کو بشیر احمد نحوی نے ذاتی و انفرادی سطح پہ بہت بڑی سماجی خوبی قرار دیا ہے اور ان اقوام اور افراد کی مثالیں بھی پیش کی ہیں جنھوں نے احساسِ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترقی کی ہے۔

" احساس و ادراک" کا اٹھائیسواں مضمون ***" صدقِ مقال۔۔۔ابدی حقیقت"*** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے سچائی کی طاقت کو عمدہ طریقے سے بیان کیا ہے۔ وہ اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ سچائی کی منزل تک پہنچنے کے لیے بہت سارے مصائب اور رکاوٹوں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن آخر کار جیت سچ کی ہی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے اللہ کے آخری رسول ﷺ کی مثال پیش کی ہے۔ سچائی کی ضرورت و اہمیت پر بات کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

> "دنیا کی اس عارضی زندگی میں سچائی پر گامزن رہنا، سچے اصولوں اور قاعدوں کی پابندی کرنا اور سچائی کے دامن کو تھام کے رکھنا، یہی اللہ والوں کا طریقہ رہا ہے۔"(۱۲)

" احساس و ادراک" کا اُنتیسواں مضمون ***" زبان کی حفاظت"*** کے عنوان سے ہے۔ یہ بھی اِصلاحی نقطۂ نظر سے لکھا گیا مضمون ہے۔ زبان کی حفاظت کے بارے ہر مذہب نے زور دیا ہے۔ مذہب اِسلام میں اس کے بارے خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔ زیادہ زبان چلانے سے انسان زیادہ گھمن گھیریوں میں پڑ جاتا ہے۔ بہت سَارے دانشوروں نے زبان کو احتیاط سے چلانے کا ہی درس دیا ہے۔

" احساس و ادراک" کا تیسواں مضمون ***"فطرت کے مظاہر سے الفت"*** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے عناصر فطرت کے ان شاہکاروں کی طرف اشارہ کیا ہے، جن پر غور و فکر کرنے سے ہم

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

خدا تعالیٰ کے وجود کو پا سکتے ہیں اور خُدا کے وجود کے بارے جو شکوک و شبہات انسانی ذہن میں جنم لے سکتے ہیں اُن کا تدارک بھی ممکن ہے۔ مضمون کے تعارفی جملوں میں ہی بشیر احمد نحوی جس طرف لے جانا چاہتے ہیں، اس کا علم ہو جاتا ہے۔

" احساس و ادراک " کا اکتیسواں مضمون " ***بنتِ حوا سے حسنِ ادا*** " کے عنوان سے ہے۔ اِس مضمون میں اُنھوں نے نسائیت کے موضوع کو اپنے طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ عورت کا مقام دینِ اِسلام کی رو سے بھی بتایا ہے اور جدید عہد نے جس طرح عورت کی عزت کو پامال کیا ہے، اس بات کی بھی نشان دہی کی ہے۔ علاوہ ازیں بشیر احمد نحوی نے عہد جدید میں عورت اور مرد کی معمولی چپقلش اور بہو اور ساس کی چپقلش کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ بھی تجویز دی ہے کہ گھر کے عمدہ ماحول کے لیے میاں اور بیوی کے درمیان ذہنی ہم آہنگی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

" احساس و ادراک " کا بتیسواں مضمون " ***ہمارا گرد و پیش۔۔۔ذمہ داریوں کا احساس*** " کے عنوان سے ہے۔ یہ مضمون بھی بطور قوم ہمارے سماجی رویوں پر تازیانے کا کام دیتا ہے۔ بشیر احمد نحوی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس طرح ہم اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں اپنی ذمہ داری میں ارد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا بھی شامل کرنا چاہیے۔ انھوں نے ہمارے قومی اور تہذیبی رویوں کا تقابل چین اور امریکا جیسے ممالک سے کیا ہے اور ان کی ترقی کا ان کے تہذیبی و سماجی رویوں کی شائستگی اور ارد گرد کے احساس ذمہ داری کا مرہون منت قرار دیا ہے۔

> " احساس و ادراک " کا تینتیسواں مضمون " ***جہل مرکب*** " کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اِختصار لیکن جامعیت سے جہالت اور اس کے متعلقات کا ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے بقول بعض ان پڑھ بھی دانش مند ہوتے ہیں جب کہ بعض پڑھے لکھے بھی جاہل ہوتے ہیں۔ جہالت کا مطلب ہے کسی چیز کے بارے کچھ نہ جاننا۔ بشیر احمد نحوی نے جہالت کی بڑی بڑی اقسام کا ذکر کیا ہے، جس میں جہلِ مرکب سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی جس نے اتنا تو کچھ جانا نہیں لیکن وہ سمجھتا ہو کہ سب کچھ جانتا ہے۔

" احساس و ادراک " کا چونتیسواں مضمون " ***علم کے حقائق و اہداف*** " کے عنوان سے ہے۔ علم کے لغوی معنی کسی چیز کے بارے میں جاننا کے ہیں۔ علم کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔ مادی علم اور وحی کا علم۔ آج کل مادی علوم

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلّہ

نے انسانی معاملات اور انسانی حواس پر اتنا غلبہ پالیا ہے کہ روحانی علم اور مادی علم کا توازن ختم ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان میکانکی انداز میں ڈھل گیا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے علوم کے ان دونوں دائروں کو موضوع بحث بنایا ہے۔ پھر فکرِ اقبال کی روشنی میں عِشق اور عَقل کے فلسفے کو بھی نئے زاویے سے جانچا ہے۔

" احساس و ادراک " کے پنتیسویں مضمون کا عُنوان **" مقامِ شبیری "** ہے جب کہ چھتیسویں مضمون کا عُنوان "تصورِ وقت اور انسانی زندگی " ہے۔

" احساس وادراک " کا سب سے آخری مضمون **" تارِ عنکبوت "** کے عنوان سے ہے۔ اِس مضمون کا ماخذ قرآن کی آیت ہے جس میں دنیا کو عنکبوت کا جال کہا گیا ہے۔ بشیر احمد نحوی کہتے ہیں کہ جب یہ دنیا تارِ عنکبوت ہے یعنی بہت ناپائیدار اور فانی ہے تو پھر انسان اس میں رہنے کے لیے اتنا زیادہ پلان کیوں کرتا ہے۔ یہ جو تارِ عنکبوت کا جال ہے یہ انسان کی تخلیقی اور روحانی طاقتوں کو مسخ کر کے رکھ دیتا ہے۔

۴۔ سرحدِ ادراک:

"سرحدِ ادراک " کتاب بھی بشیر احمد نحوی کے متفرق مضامین کا مجموعہ ہے۔ اِس کا دیباچہ سید وسیم اقبال نحوی نے لکھا ہے اور کتاب کے اندر موجود مضامین پر تعارفی نوٹ لکھا ہے اور بہت خوب صورتی سے اپنے والد گرامی کی تنقیدی بصیرت پہ لکھا ہے اور اقبال شناسی اور دیگر تنقیدی زاویوں پر عمدگی سے قلم فرسائی کی ہے۔

"سرحدِ ادراک " کا پہلا مضمون ***"نور کی ندیاں رواں۔۔۔ بارگاہِ نبوت میں گل ہائے عقیدت"*** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں اُنھوں نے نعت کے فن پر بہت مربوط گفت گو کی ہے اور اقبال کے نعتیہ اشعار کا اندراج کیا ہے، جس سے ان کے شعری ذوق کا پتہ چلتا ہے اور ساتھ ساتھ اُنھوں نے نعیم صدیقی کی نعت کے حوالے سے بھی عُمدہ گفت گو کی ہے ۔ اس حوالے سے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "نعیم صدیقی حضور ﷺ کے شکل و شمائل ،خط و خال ،گُفتار و رَفتار اور ملبوسات نبوی ﷺ کا خاکہ نہیں کھینچتا ہے جو یقیناً محبانِ رسالت ﷺ کے لیے سرمایۂ حیات ہے لیکن صدیقی انسانی دنیا پر ان احسانات اور فیوض و برکات کا خاکہ اور عطیہ پیش کرتا ہے جن کا ورود ونزول آپ ﷺ کی بدولت ہوا۔"[۱۳]

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

"سرحدِ ادراک" کے دوسرے مضمون کا نام **"مطالعہ سیرت النبی ﷺ جذب وکشش کا مرکز و محور"** ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے سیرت کی کتابوں کے مطالعے کے حوالے سے اپنی دل چسپی کو ظاہر کیا ہے اور سیرت کی کتابوں کے معیار کے حوالے سے بات کی ہے۔

"سرحدِ ادراک" کا تیسرا مضمون **" سرچشمۂ حیات، رسول خدا کی ذات"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور اس کے نادر و نایاب گوشوں اور رسولِ خدا ﷺ کے افکار کو ساری دنیا کے انسانوں کے لیے باعثِ خیر دکھایا ہے اور ان وجوہ کا ذکر کیا ہے جن کی بنا پر آپ کی نبوت کو آفاقی مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ بشیر احمد نحوی نے عہد حاضر میں رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور ان کے اَفکار کی معنویت کو بیان کیا ہے۔ اُنھوں نے اس مضمون میں بھی اقبال کے بہت سارے ایسے اشعار کے حوالے دیئے ہیں جن سے حضرت محمد ﷺ سے اقبال کی عقیدت ظاہر ہوتی ہے نیز یہ مضمون خود بشیر نحوی کی محبتِ رسول ﷺ کی عکاسی بھی کرتا ہے۔

"لولاک۔۔۔ چندر بھان خیال کے فکری آفاق" کے عنوان سے **"سرحدِ ادراک"** کا چوتھا مضمون ہے۔ اس مضمون میں بشیر نحوی نے غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام کو عمومی طور پر اور چندر بھان خیال کے نعتیہ کلام کو بہ طور خاص موضوع بحث بنایا ہے اور نبی پاک ﷺ سے چندر بھان خیال کی عقیدت و احترام کا اعتراف کیا ہے۔

اس کتاب کا پانچواں مضمون **"معراجِ مصطفی۔۔۔ مشاہدۂ عالم بالا"** کے عُنوان سے ہے۔ معراج کا واقعہ انسانی تاریخ اور انبیا کی تاریخ میں واحد واقعہ ہے جو کسی بشر کے ساتھ رونما ہوا۔ اس مضمون میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بشیر احمد نحوی نے واقعۂ معراج کی جزئیات کو بیان کیا ہے اور ساتھ ساتھ اس واقعہ کے اثرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور خاص طور سے اُن کے تبلیغی رویے پر بیان کیے ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کا چھٹا مضمون **" بارگاہِ حسین علیہ السلام میں شورش کاشمیری کی متاعِ عقیدت و محبت"** کے عُنوان سے ہے۔ اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت و عقیدت کا اظہار جس طرح شورش کاشمیری کی شاعری میں پاتا ہے۔ واقعۂ کربلا اور اس کے متعلقات کا ذکر اُردو شاعری کی ایک مضبوط اور مربوط روایت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ شاہانِ اودھ نے اس موضوع کی سرپرستی کی جس سے بعد میں صنفِ مرثیہ کو فروغ ملا۔ اِس موضوع کو بیان کرتے وقت شاعر ایک خاص طرح کی رُوحانی طمانیت محسوس کرتے ہیں اور اُن کی نظر معرکۂ حق و باطل پر ہوتی ہے۔ کربلائی استعارے مثلاً نوکِ خنجر، فرات، پانی، گلوئے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

خشک وغیرہ کا ذکر کثرت سے آتا ہے۔شورش کاشمیری کی شاعری کا ایک بڑا موضوع بھی واقعۂ کربلا اور اس کے مُتعلقات کا ذکر ہے۔انھوں نے واقعۂ کربلا کو معاصر عہد کے ظلم وجبر سے متعلق کر کے بھی دیکھا ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کا ساتواں مضمون'' **آدم گر ہمدان کو سلام**'' کے عنوان سے ہے۔اِس مضمون میں وادی کشمیر سے تعلق رکھنے والے ان بزرگوں اور نامور حضرات کا تذکرہ عمومی طور پر کیا گیا ہے جن کے افکار و نظریات اور علمی وادبی یا روحانی شہرت کشمیر سے باہر تک کے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کے آٹھویں مضمون عنوان ''**نظریۂ تصوف اور اقبال کا ردِ عمل**'' کے عنوان سے ہے۔اس کتاب کا نواں مضمون ''**اقبال کے مکتوبات۔۔ذخیرہ ءاطلاعات:گنجینہ ءمعلومات**'' کے عُنوان سے ہے۔ اُردو کے تقریباً ہر بڑے ادیب وشاعر نے خطوط کے ذریعے بھی لوگوں سے رابطہ رکھا اور اپنی فِکر کا ابلاغ کیا۔

''سرحدِ ادراک'' کا دسواں مضمون'' **شعرِ اقبال یا بانگِ اسرافیل**'' کے عنوان سے ہے۔اِس مضمون میں شعرِ اقبال کے اختصاص کو بیان کیا گیا ہے ۔بشیر احمد نحوی کی زیادہ توجہ اقبال کی شاعری میں صنائع بدائع کی تزئین ڈھونڈنے سے نہیں بل کہ فکرِ اقبال کی گیرائی وگہرائی دیکھنے سے ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کا گیارہواں مضمون''**فکرِ اقبال اور حسن وجمالِ کشمیر**'' کے عُنوان سے ہے۔اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ کشمیر جنت نظیر خطہ ہے اور اس کے حسن اور حسین فطری مناظر کو بہت سارے شعرا نے بیان کیا ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کے بارہویں مضمون کا عنوان''**کشمیر میں اقبال شناسی قدم بہ قدم۔۔منزل بہ منزل**'' ہے۔''سرحدِ ادراک'' کا تیرہواں مضمون'' **دانش ورِ اقبال۔۔۔پروفیسر راج موہن گاندھی کی نظر میں**'' کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں موہن گاندھی نے بہ طور اقبال شناس اقبال کی فکر کے جن زاویوں کی تفہیم کی ہے،بشیر احمد نحوی نے ان زاویوں کو مزید واضح کیا ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کا چودھواں مضمون '' **غالب شناسی بحوالہ کلام فارسی**'' ہے۔مرزا غالب اُردو اور فارسی دونوں زبانوں کے بے مثل غزل گو شاعر ہیں۔

''سرحدِ ادراک'' کا پندرھواں مضمون''**غیروں پہ کرم اپنوں پہ ستم**'' کے عنوان سے ہے۔یہ مضمون ادبی نہیں بل کہ سماجی نوعیت کا ہے۔اِس مضمون میں انھوں نے ان والدین کی قابلِ رحم حالت کا ذکر کیا ہے جن کو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کی اولاد وادی میں ہی چھوڑ کر دیارِ غیر میں جا کر بس گئی ہے اور والدین کسمپرسی کی زندگی گزارنے پہ مجبور ہوتے ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کا سولھواں مضمون **"کشمیری معاشرہ اور ورک کلچر"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون کی نوعیت بھی ادبی نہیں ہے بل کہ وادی کے باشندوں کی ایک سماجی عادت کے بارے میں بشیر احمد نحوی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے نزدیک وادی سے باہر کے لوگ وادی میں مزدوری کرنے آتے ہیں اور وادی کے لوگ خود تن آسان ہو گئے ہیں۔ تن آسانی جہاں بذاتِ خود ایک بیماری اور خراب عمل ہے، وہاں اُس کے وادی پر مُضر اثرات کا ذکر کرتے ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کے سترھویں مضمون کا عنوان ہے **" نوائے مزدور۔۔۔استحصال کے نرغے میں"** ۔ اِس مضمون میں انھوں نے مزدور طبقہ کے ساتھ ہونے والے ظلم اور ناانصافی پر بات کی ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح ہر عہد میں مزدور کے حقوق پامال ہوتے رہے ہیں

"سرحدِ ادراک" کے اٹھارویں مضمون کا نام **"فارسی۔۔۔شیریں زبان"** کے عُنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے فارسی زبان کے تخلیقی سوتوں کی اہمیت پہ بات کی ہے، ساتھ ساتھ فارسی زبان کے لسانی آہنگ اور صوتی شکوہ کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے انیسویں مضمون کا عنوان **" عربی۔۔۔تقدس مآب زبان"** کے عنوان سے ہے۔ عربی زبان سے اپنی عقیدت و محبت کی بڑی وجہ بشیر احمد نحوی رسولِ خدا ﷺ کا وجودِ مبارک بھی بتاتے ہیں جن کی مادری زبان عربی تھی اور جن پر خدا کا شاہکار بھی عربی زبان میں ہی نازل ہوا۔ اُنھوں نے مسلمانوں سے یہ بھی کہا ہے کہ بطور مُسلمان ہم سب پہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس زبان کو جو کہ ہمارے لیے مقدس ہے کسی نہ کسی حد تک سیکھا جائے تاکہ اس کی ابتدائی چیزوں کا ہمیں علم ہو۔

"سرحدِ ادراک" کے بیسویں مضمون کا عنوان **"اُردو ادب میں تانیثیت" ڈاکٹر مشتاق کا منفرد ادبی کارنامہ"** کے عنوان سے ہے۔ تانیثیت یا نسائیت دراصل عورتوں کے حقوق کی تحریک اور نظریہ ہے۔ ہر ادیب اور لکھاری نے اس موضوع پر کھل کے لکھا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے اکیسویں مضمون کا عنوان **"زمستاں۔۔۔۔۔برف و باراں"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے وادی کشمیر میں سردی کے موسم کی شدت اور اس کے اثرات کا ذکر کیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

"سرحدِ ادراک" کے بائیسویں مضمون کا عنوان **"وادیِ پہلگام،حُسنِ فطرت کے حسین مقام"** کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں کشمیر کے حسن کا عمومی طور پر اور وادیِ پہلگام کا خصوصی طور پر ذکر ہوا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے تیئیسویں مضمون کا نام **"وادیِ برف"** کے عنوان سے ہے۔ہم میں سے تقریباً ہر کسی کو یہ معلوم ہے کہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات سمیت وادی کشمیر میں برف باری خوب خوب ہوتی ہے بعض اوقات تو یہ اس حد تک ہوتی ہے کہ سارا علاقہ سفید چادر اوڑھے ہوئے محسوس ہوتا ہے۔ان علاقوں میں کشمیر ایسا علاقہ ہے جہاں کی برف باری زحمت کے ساتھ ساتھ وادی کے لیے رحمت کا باعث بھی بنتی ہے۔اِس حوالے سے بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

"کشمیر جس کو فردوس برروئے زمین اور جنت نظیر کے اوصاف و القاب سے جانا جاتا ہے حقیقت میں سرما کی برف باری کا مرہونِ منت ہے۔"(۱۴)

"سرحدِ ادراک" کے چوبیسویں مضمون کا عنوان **"شجرِ سایہ دار"** ہے۔اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے درختوں کی اہمیت پہ زور دیا ہے۔درختوں کی اسی اہمیت کے پیش نظر بشیر احمد نحوی نے درخت لگانے اور ان کی حفاظت کے بارے میں درج ذیل رائے دی ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے پچیسویں مضمون کا عنوان **"سیاہ دلی"** ہے۔اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے سیاہ دلی کی تعریف و معنویت اور اس کی روحانی وجوہات کو بطور خاص بیان کیا ہے۔

کتاب "سرحدِ ادراک" کا چھبیسواں ،ستائیسواں اور اٹھائیسواں مضمون بالترتیب **"سری نگر کا جغرافیہ"**،**"سری نگر کا جغرافیہ" اور" سری نگر کا جغرافیہ"** کے عنوان سے ہیں بنظرِ غائر دیکھنے سے یہ ایک ہی مضمون کا شاخسانہ معلوم ہوتے ہیں۔ان مضامین میں بشیر احمد نحوی نے جہاں شہر کا جغرافیہ بیان کیا ہے وہاں ہی شہر کے باشندوں کی نفسیات کا بھی خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے انتیسویں مضمون کا عنوان **"میر غلام رسول نازکی "ثناخوانِ رسالت"** ہے۔میر غلام رسول نازکی وادیِ کشمیر سے تعلق رکھنے والے ایسے نعت گو شاعر ہیں جن کے نعتیہ کلام کی فِکری و فنی خوبیوں کا ذکر بشیر احمد نحوی نے اس مضمون میں کیا ہے۔بشیر احمد نحوی کے بقول نازکی کی نعت اخلاص و ایمان کی حلاوت سے مزین کلام ہے جو کہ کامل فِکری و فنی شعور کے تحت لکھا گیا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

اس کتاب "سرحدِ ادراک" کے تیسویں مضمون کا عُنوان **"خواجہ غلام مصطفیٰ مصفاؔ: چہل ہزار اشعار کا تخلیق کار"** ہے۔ اس مضمون میں اُنھوں نے اپنے بزر گوار خواجہ غلام مصطفیٰ مصفا کی لکھی ہوئی شاہکار مثنوی "تاریخ الانبیاء" کا خصوصی طور پر تذکرہ کیا ہے جو کہ چالیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ کام بہت مشقت طلب تھا لیکن اُنھوں نے اس کام کو انجام تک پہنچایا۔

"سرحدِ ادراک" کے اکتیسویں مضمون کا عنوان **"مولانا غلام نبی مبارکی۔۔۔ایک اشکبار نعت خوان؛ عدیم النظیر واعظ"** ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے مولانا مبارکی کی شخصیت اور ان کی رسولِ خدا ﷺ سے محبت اور ان کے پر تاثیر واعظ کو مؤثر انداز سے بیان کیا ہے۔ بشیر احمد نحوی کے بقول ان کے والد محترم ان کو بچپن میں ہی یہ نصیحت فرماتے تھے کہ مولانا مبارکی کا واعظ سنیں۔ بشیر احمد نحوی نے والد کی نصیحت پر عمل کیا اور بہت سارے علم کے موتی مبارکی کے واعظ سے حاصل کیے۔

"سرحدِ ادراک" کا بتیسواں مضمون **"پروفیسر مسعود حسین خان۔۔ سربر آوردہ اُردو محقق و مدرس"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اپنے استاد محترم پروفیسر مسعود حسین خان کے خاندان کی علمی و ادبی روایت کا تعارف کروایا ہے اور پروفیسر موصوف کی علمی و ادبی جہات اور تحقیقی دل چسپیوں کو بھی بطور خاص موضوع بنایا ہے۔ بشیر احمد نحوی کو مسعود حسین خان سے براہِ راست اکتساب فیض کا موقع ملا تھا وہ اپنے استاد کی ایک ایک عادت کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے تھے۔ ان کے پڑھانے کے انداز، اُن کی ذاتی علمی دل چسپیوں کا بغور جائزہ لیا اور پھر اس نتیجہ پر پہنچے کہ:

> "مسعود حسین جیسے اُردو اَساتذہ اب ناپید ہیں۔ پورے ملک میں چراغ لے کے بھی نکلیں ڈھونڈے سے کہیں ایسے صاحبِ علم و قلم نہیں ملیں گے جن کے لیے شعر واَدب، تدریس و تحقیق اور تعلیم و تعلم کوئی تجارتی مشغلہ نہیں بل کہ ایک مقدس پیشہ تھا۔ اِس میں ریاکاری کم اور اخلاصِ عمل بدرجہ اُتم موجود تھا۔"(۱۵)

"سرحدِ ادراک" کا تینتیسواں مضمون **"حامدی۔۔ اُردو دنیا کی قد آور ہستی"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بھی انھوں نے پچھلے مضمون کی طرح وادیِ کشمیر سے ہی تعلق رکھنے والی ایک قد آور علمی و ادبی شخصیت کا تذکرہ کیا ہے۔ حامدی کاشمیری جدید تنقید کا ایک اہم اور معتبر حوالہ ہیں۔ انھوں نے شاعری بھی کی ہے لیکن ان کی اوّل و آخر پہچان بطور نقاد ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

"سرحدِ ادراک" کے چونتیسویں مضمون کا عنوان ***"مرزا کمال الدین شیدا مرحوم۔شیدائی کشمیر"*** ہے۔ اس مضمون میں بھی انھوں نے سری نگر کی ایک معروف علمی و ادبی شخصیت مرزا کمال الدین شیدا مرحوم کے عادات و خصائل ان کی علم دوستی اور شاعری کی کتاب کا تذکرہ بطور خاص کیا ہے۔ مرزا کمال الدین ان لوگوں میں شامل ہوتے ہیں جن کو کشمیر کے فطری حسن سے پیار ہے اور جنھوں نے کشمیر کے فطری نظاروں کی عکس بندی اپنی شاعری میں کی ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے پینتیسویں مضمون کا عنوان ***"پروفیسر مرغوب بانہالی۔۔۔شرافت و پختگی کردار میں مثالی"*** ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے پروفیسر مرغوب بانہالی کی علمی و ادبی اور سماجی خدمات کے بارے میں کھل کر لکھا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کا چھتیسواں مضمون ***"پروفیسر مولوی محمد ابراہیم۔۔۔ایک عدیم النظیر عربی استاد"*** کے عنوان سے ہے۔ یہ مضمون بھی بشیر احمد نحوی کے ان مضامین میں شمار ہوتا ہے جو کسی شخصیت کی شخصی خوبیوں کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کا سینتیسواں مضمون ***"پروفیسر عبدالرشید نازکی" "آپ وولر کا گہر"*** کے عنوان سے ہے۔ عبدالرشید نازکی وادیٔ کشمیر کی ایک معروف علمی و اَدبی شخصیت ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کا اڑتیسواں مضمون ***"مرزا عارف مرحوم۔ شرافت و ظرافت"*** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے ایک اور علم دوست کشمیری مرزا عارف کا ذکر خلوص سے کیا ہے۔ ان کی شخصی اور علمی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "سائنسی مزاج اور روشن خیالی کے باوجود وہ روحانی قدروں اور مذہبی تعلیمات کے شیدائی تھے۔"(۱۶)

"سرحدِ ادراک" کا انتالیسویں مضمون ***"دو علم دوست۔۔۔امین اور برق"*** کے عنوان سے ہے۔ ان دونوں شخصیات کا تعلق بھی علم و ادب کے شعبہ سے ہے اور دونوں ہی وادی کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں اور دونوں بشیر احمد نحوی کے لیے علمی قابلیت اور شعر فہمی کی وجہ سے محترم ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کا چالیسواں مضمون ***"مرزا کمال الدین شیدا مرحوم۔۔۔شیدائی کشمیر"*** کے عنوان سے ہے۔ "سرحدِ ادراک" کا اکتالیسواں مضمون ***"ایک منتظم؛ ایک پختہ فکر سخن ور"*** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

میں بشیر احمد نحوی نے میر طاؤس کی زندگی کے دونوں رخ یعنی انتظامی اور ادبی عُمدہ طریقے سے اور کامل مشاہدے کے تحت بیان کیے ہیں۔

"سرحدِ ادراک" کا بیالیسواں مضمون "***ارمغانِ کاشمیر۔۔۔غ۔ن۔گونی کا منظوم ترجمہ کشمیر***" کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں انھوں نے وادی کے ایک اور صاحبِ طرز شاعر غلام نبی گونی کی تصنیف " ارمغانِ کاشمیر "کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کا تینتالیسواں مضمون "***اُردو ادب میں تانیثیت۔۔۔۔ڈاکٹر مشتاق کا منفرد ادبی کارنامہ***" کے عنوان سے ہے۔ "سرحدِادراک" کا چوالیسواں مضمون "***وفا بصد رواہی۔۔فکر میں سادگی، رنگینی، خیر خواہی***" کے عُنوان سے ہے۔اس مضمون میں اُنھوں نے عِلم و اَدب کی روایت سے تعلق رکھنے والے ایک اور شاعر کا ذکر کیا ہے۔

"سرحدِ ادراک "کا پینتالیسواں مضمون "***شیخ محمد اقبال۔۔۔عالمی شہرت یافتہ مورخ***" کے عنوان سے ہے۔ بہت شروع میں ہی یہ بات واضح کر دی جائے کہ یہ علامہ اقبال نہیں ہیں جو کہ شاعرِ مشرق ہیں بل کہ وادیِ کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیخ محمد اقبال کا نام علامہ اقبال ہی کے نام پر رکھا گیا تھا۔

"سرحدِ ادراک" کا چھیالیسواں مضمون "***پروفیسر جگن ناتھ آزاد۔۔۔نسیم حجاز کا مداح***" کے عنوان سے ہے۔اس مضمون سے پہلے بھی جگن ناتھ آزاد پہ ایک مضمون میں بات ہوئی ہے، جس میں بشیر احمد نحوی نے آزاد کی اسلام پسندی کو سراہا ہے اور جس طریقے سے اقبال کی شاعری میں اِسلام کا ذکر ہوا ہے اس کا جس طریقے سے دفاع آزاد نے کیا ہے کوئی مسلم ماہرِ اقبال بھی نہیں کر سکا۔اس مضمون میں انھوں نے آزاد کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا تذکرہ کیا ہے۔ بشیر احمد نحوی چوں کہ خود بھی عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اِس لیے اُن کو ہر وہ شاعر و ادیب اچھا لگتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر محبت و عقیدت سے کرتا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کا سینتالیسواں مضمون "***سید اکبر جے پوری۔۔پیار اور بہار کی بزم آرائی***" کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں انھوں نے ایسے شخص کا تذکرہ کیا ہے جو کہ کشمیر سے تو تعلق نہیں رکھتا لیکن کشمیر سے والہانہ محبت کرتا ہے۔یہ نام سید اکبر جے پوری کا ہے اُن کے اجداد جے پور سے تھے لیکن کشمیر آ کر بسنے کے بعد اُنھوں نے کشمیر کو ہی وطن مانا اور " سمن زار " کے عنوان سے جو شعری مجموعہ شایع کروایا اس میں جا بجا کشمیر کی خوب صورتی کا ہی ذکر ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

"سرحدِ ادراک" کا اڑتالیسواں مضمون **"پروفیسر قاضی غلام محمد بنام سلمان رشدی"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے وادیِ کے ماہرِ ریاضی پروفیسر قاضی غلام محمد کی ریاضی دانی کے ساتھ ساتھ اُن کی اِس نظم کا بطور خاص ذکر کیا ہے جس نظم نے سلمان رشدی ملعون کا منہ بند کیا کہ جب سلمان رشدی نے اللہ کے آخری رسول ﷺ کے بارے گستاخانہ مواد سے بھری کتاب لکھی۔

"سرحدِ ادراک" کا انچاسواں مضمون **"مظہر امام۔۔۔ ایک قد آور شاعر چل بسا!"** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے مظہر امام کی ادبی جہات کا جائزہ لیا ہے۔ ساتھ ساتھ ان کی شخصیت کا جو خاکہ کھینچا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے پچاسویں مضمون کا عنوان **"پروفیسر سید سراج الدین (چند یادیں چند باتیں)"** کے عُنوان سے ہے۔ اس مضمون میں اُنھوں نے پروفیسر سید سراج الدین کی شخصیت اور اُن کے ادبی کارناموں کا ذکر کیا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کا اکیاون نمبر پر آنے والا مضمون **"پروفیسر جی ایم شاد۔۔ فارسی کا عاشق صادق"** کے عُنوان سے ہے۔ اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے وادی کے ایک اور صاحبِ طرز شاعر پروفیسر جی ایم شاد کی شاعری کا تذکرہ کیا ہے۔

"سرحدِ ادراک" کے باونویں نمبر پر آنے والے مضمون کا عنوان **"شہ زور کاشمیری۔۔۔ وادیِ گُل کا اُردو سخن ور"** ہے۔ اس مضمون میں اُنھوں نے شہ زور کاشمیری کے شعری مجموعے "کیف عزم" کا خاص طور سے ذِکر کیا ہے اور ساتھ ساتھ اس بات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ کس طرح شہ زور بظاہر کسی تعلیمی و ثقافتی مرکز سے دُور رَہ کر شاعری کرتے رہے پھر خُود ہی اِس بات کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جِس شخص میں شعر گوئی کی صلاحیت ہوتی ہے، وہ اِنسان کسی مرکز یا تعلیمی ادارے کے قرب کا محتاج نہیں ہوتا۔

"سرحدِ ادراک" کے ترپنویں نمبر پہ مضمون **"اشرف ساحل۔۔۔ حُسنِ کشمیر کا دِلربا سخنور"** کے عُنوان سے ہے۔ اِس مَضمون میں اُنھوں نے اشرف ساحل کے شعری مجموعہ "موسمِ جسم و جاں" کو بہ طور خاص موضوعِ بحث بنایا ہے اور اِن کے شاعرانہ آہنگ پہ خُصوصی طَور سے بات کی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

''سرحدِ ادراک'' کے چونویں نمبر مضمون کا عنوان **'' ایس اے ایس قادری۔۔۔فکر کی بلندی، وقت کی پابندی''** کے عنوان سے ہے۔ اِس مضمون میں اُنھوں نے کشمیر میں مُختلف اِنتظامی عہدوں پر فائز رہنے والے قادری کی شخصیت و مزاج کا ذکر بطور خاص کیا ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کا پچپنویں نمبر پہ آنے والا مضمون **''جی آر میر۔۔۔ایک انجینیر ایک شاعر''** کے عُنوان سے ہے۔اِس مضمون میں اُنھوں نے میر غلام رسول میر کی شخصیت کے دو رُخوں یعنی انجینئری اور بطور شاعر روشنی ڈالی ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کا چھپنویں نمبر پہ مضمون **'' ایک باصلاحیت لیکچرر۔۔۔سبکدوشی کا منظر''** کے عنوان سے ہے۔ کسی بھی شعبہ میں خدمات انجام دینے والا بندہ جب سبکدوشی کے مرحلے سے گزرتا ہے تو اس وقت اس کے ماضی میں کیے گئے کام کے مطابق صلہ ملتا ہے، اگر تُو اس نے ایمان داری سے کام کیا ہو تب تو اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اگر ایمان داری سے کام نہ کیا ہو تب اسے کوئی عزت نہیں ملتی۔

''سرحدِ ادراک'' میں ستاونویں نمبر پہ آنے والے مضمون کا عنوان **'' خضر مغربی۔۔طنز و ظرافت اور مزاجِ مشرقی''** کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے خضر مغربی کی کتاب ''گفت و شنید'' کا بطور خاص ذکر کیا ہے جس میں طنز و مزاح کے نشتر چلائے گئے ہیں اور رباعیات اور قطعات کی ہیئت کو ترجیح دی گئی ہے۔

''سرحدِ ادراک'' کے آخری دو مضمون **'' شہباز راجوروی'' خطۂ پیر پنجال کی سخنوری اور پروفیسر پیرزادہ علی محمد ماہر تعلیم؛ معروف '' منتظم''** کے عنوانات سے ہیں۔ ان مضامین میں بھی بشیر نحوی نے خطۂ کشمیر سے تعلق رکھنے والے دو ایسے اشخاص کا ذکر کیا ہے جو کہ کسی بھی شعبۂ زندگی میں نمایاں کارکردگی کے حامل ہیں۔

۵۔اقبال-افکار و احوال:

فکرِ اقبال کے حوالے سے بشیر احمد نحوی کی پانچویں کتاب '' اقبال-افکار و احوال'' ہے۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی کی وہ تصنیف جس میں ان کے سات مضامین شامل ہیں۔ اس میں پانچ مختصر اور دو طویل مضامین ہیں جو دراصل وہ سری نگر کے معروف اخبار روزنامہ ''آفتاب'' میں مختلف اوقات میں بے ساختہ لکھتے رہے ہیں۔ یہ مضامین جنوری ۱۹۸۹ء میں جے کے آفسٹ پرنٹرز، دہلی سے کتابی شکل میں طبع ہو کر شایع ہوئے۔

پروفیسر بشیر احمد نحوی علامہ محمد اقبالؒ کے ذریعے اپنے مضامین کا سہارا لے کر عوام الناس کے ذہنوں کو بیدار کرنے، ان کو روشن ضمیر اور صالح قدروں کا امین بنانا چاہتے ہیں۔ وہ ان کے دلوں میں محبتِ انسانی کی شمع روشن

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

کر کے دنیا کو گہوارۂ امن بنانا چاہتے ہیں۔ بشیر نحوی کو علامہ کی عالمگیر شہرت اور ان کی عظمت کا کماحقہٗ ادراک ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ علامہ کے اشعار میں ایسی اثر انگیزی ہے کہ وہ امّتِ مسلمہ کے مردہ جسموں میں نئی روح پھونک کر انھیں زندہ کر سکتے ہیں۔ اقبال کی شاعری انسانی زندگی اور کائنات سے متعلق تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ ان کی شاعری انسان کو سوچ عطا کرتی ہے، سوال اٹھانے پر آمادہ کرتی ہے۔ اقبال کی فکر، فلسفے اور شاعری نے پوری ایک نسل پر اپنے اثرات مرتب کیے۔ بڑے بڑے دانش ور ان کی فکر سے متاثر ہوئے حتیٰ کہ برِ صغیر کی سیاست پر ان کے نہایت گہرے اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔ اقبال شہرت کے معاملے میں بھی خوش نصیب ہیں کہ نہ صرف بر صغیر بل کہ عالمِ عرب اور یورپ تک بھی ان کی فکر اور شاعری کا دائرہ وسیع ہے جہاں ان کی شخصیت اور فکر پر کتابیں لکھی گئیں۔ اقبال اس لحاظ سے بھی بے مثال اور خوش بخت ہیں کہ گزشتہ پون صدی میں انھیں سب سے زیادہ پڑھا گیا اور ان پر سب سے زیادہ لکھا بھی گیا۔ پھر بر صغیر میں ہزاروں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنھیں اقبال کے اُردو اور فارسی اشعار ازبر ہیں۔ اس کتاب کے پہلے دو مضامین " تصوف کیا ہے؟ "اور " نظریۂ تصوف اور اقبال "ہیں۔ دیگر مضامین بامقصد، اصلاحی اور مختصر ہیں۔

" اقبال-افکار و احوال " کے پہلے مضمون کا عنوان **"تصوف کیا ہے؟"** ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے مختلف مشائخ وبزرگانِ دین کی آرا سے خود اپنی تصوف کی ایک تعریف بنائی ہے اور اسے باطن کی صفائی کا نام دیا ہے۔ تصوف کی تعریف کے بعد وہ تصوف کے سلاسل کا اجمالی تعارف کرواتے ہیں جو اُن کے نزدیک پانچ ہیں جو کہ ذیل میں ہیں: سلسلۂ نقشبندیہ، سلسلۂ چشتیہ، سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ سہر وردیہ، سلسلۂ کبرویہ۔ تصوف کی تعلیمات جن بڑے بزرگوں نے دی ہیں اور تصوف کو لے کر چلنے کا جو راستہ بڑے بڑے بزرگانِ دین نے بتایا ہے اس کو بھی بشیر احمد نحوی نے بطور خاص مضمون میں جگہ دی ہے۔ ان بزرگوں میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، داتا علی ہجویریؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔

" اقبال-افکار و احوال " کے دوسرے مضمون کا عنوان **"نظریۂ تصوف اور اقبال"** ہے۔ تصّوف ایک خالص روحانی تحریک و تنظیم کا نام تھا لیکن مُرورِ ایّام کے ساتھ اس میں غیر اسلامی خیالات اور دیگر مذاہب و ادیان کی اساطیری روایات بڑے ہی خاموش طریقے سے داخل ہوتی گئیں جس کے نتیجے میں تصّوف کی رُوح اور اس کے مقاصد دھیرے دھیرے اپنی اپنی افادیت کھو بیٹھنے لگے۔ متصوفین میں سے اکثر و بیشتر وحدت الوجود کو تصوف کا ایک لازمی حصّہ سمجھتے ہیں۔ اقبال نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور حافظ شیرازی کی مخالفت اور ان کے افکار کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

اس لئے نکتہ چینی کی کہ مذکورہ دونوں بُزرگوں نے "وحدت الوجود" کو فلسفیانہ رنگ و آہنگ بخش کر اسے تصّوف کا جزو لاینفک بنادیا تھا۔ چناں چہ اقبال کو یورپ کا فلسفہ وحدت الوجود کی طرف رُخ کرتا دکھائی دیا اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یورپی فلسفہ میں الحاد اور مذہب سے بیگانگی کے عناصر شامل ہیں۔ اقبال اس تصوّف کے خلاف تھے جس کا خمیر عجمی خیالات اور فلسفہ کی آمیزش سے تیار کیا گیا تھا اور جس نے خالص اسلامی تصّوف کے سر چشموں کو گدلا کر دیا تھا۔ انھوں نے شیخ محی الدین ابن عربی اور حافظ شیرازی کی اس لیے مخالفت کی کہ ان کے مخلصانہ خیال کے مطابق اوّلُالذکر نے مسئلہ وحدت الوجُود کو فلسفے کی شکل دے کر اسلامی تصّوف کا جزو بنالیا۔ اقبال ان تمام نظریات و تصورات کو غیر اسلامی سمجھتے ہیں جن کی تعلیم ابن عربی اور حافظ شیرازی اور دیگر وجودیوں نے دی تھی۔ اقبال کو تصوف سے نہ کوئی عداوت ہے اور نہ کسی قسم کی رنجش۔ وہ صُوفیائے بے عمل کے منفی طرزِ عمل سے اختلافات رکھتے ہیں۔

" اقبال- افکار و احوال " کے تیسرے مَضمون کا عنوان ***" وادیِ گل اور شعرِ اقبال "*** ہے۔ یہ مضمون بشیر احمد نحوی نے اِقبال کی کشمیر سے محبت کے ضمن میں لکھاہے اور اِس مضمون میں اِقبال نے جو جو رائے کشمیری قوم کی ترقی و تنزلی کے بارے میں دی ہے، ایک ایک رائے کا جائزہ باریک بینی سے لیا گیاہے۔

" اقبال- افکار و احوال " کے چوتھے مضمون کا عنوان ***" حکیمِ شرق کہ اقبال نام ہے جس کا۔۔۔ ہر ایک پیر و جواں کا امام ہے ساقی "*** ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کی شاعرانہ خصوصیات اور خاص طور سے ان نظریات کو جن پر کہ اقبال کی شاعری کی بنیاد ہے بہت صراحت اور وضاحت سے بیان کیاہے۔ اقبال کی شاعری میں جس طرح تحرک کے پہلو سامنے آتے ہیں اور جس طرح اقبال کچھ چیزوں میں روایت سے انحراف کرتے ہیں ،اس ساری کیفیت کو اور اقبال کی شاعرانہ فکر کے مغز کو بشیر احمد نحوی نے کچھ یوں پیش کیاہے:

> " اقبال شاعروں کی صف میں وہ منفرد شاعر ہیں جن کے انقلابی آہنگ نے لاکھوں لوگوں کو جگایا اور اُنھیں حیات و کائنات کی مُسلمہ قدروں سے آگاہ کیا۔ "[۱۷]

" اقبال- افکار و احوال " کے پانچویں مضمون کا نام ***" اقبال اور امیر کبیرؒ "*** ہے۔ اس مضمون میں پروفیسر بشیر احمد نحوی نے سید علی ہمدانی مقلب بہ امیر کبیرؒ سے اقبال کی ارادت مندی اور محبت و عقیدت کا تذکرہ کیاہے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14

اس مضمون میں " **صاحب کتاب علمی وادبی شخصیات کی نظر میں** " بشیر احمد نحوی بیان کرتے ہیں کہ اس عہد کے بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں نے جس طرح بشیر احمد نحوی کی تنقیدی و تحقیقی بصیرت کو داد دی ہے اس کا بیان ہے۔

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ بشیر احمد کی ان پانچ کتب میں متنوع جہات پر تحقیقی و تنقیدی مضامین ملتے ہیں۔ ان مضامین کی نوعیت ادبی، سماجی، سیاسی اور اصلاحی ہے۔ بشیر احمد نحوی تنقید میں خاص بصیرت اور خاص نقطۂ نظر رکھتے ہیں، ان کا چیزوں کو دیکھنے کا انداز بالکل منفرد ہے۔ وہ ماہرِ اقبال ہیں اس لیے اقبال کی شخصیت اور ان کے افکار کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو جو بشیر نحوی کی تنقیدی نظروں سے اوجھل رہ گیا ہو۔ ادبی مضامین میں ان کا کلاسیکی ادب کا مطالعہ بطور خاص جھلکتا ہے اور عربی، فارسی پہ عبور کے بارے بھی قاری کو علم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے سیاسی و سماجی اور شخصیات پر لکھے گئے مضامین بھی خاص زاویے سے لکھے گئے ہیں۔

بشیر احمد نحوی کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے ہے ان کو وادی سے بہت محبت ہے جس کا اظہار وہ اپنے مضامین میں دو طرح سے کرتے ہیں: پہلا طریقہ یہ ہے کہ وہ وادی کے نظاروں کو براہِ راست بیان کرتے ہیں اور وادی کے مناظر کی خوب صورتی کے والہانہ گیت گاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وادی کے نامور عُلما و فضلا کا تعارف بہت محبت اور تفاخر سے کراتے ہیں۔ ان کے مضامین کے طفیل کتنے ہی وادی کے شعرا ماہرینِ اقبال اور محققین و ناقدین سے ہمارا تعارف ہوتا ہے۔ ان کے اِصلاحی مضامین میں بھی خاص طرح کی چاشنی اور اصلاح کا جذبہ شدّ و مد سے بیان ہوا ہے۔ وہ وادی کے معاصر مسائل سے بھی باخبر ہیں اور مسائل کے حل کے لیے وادی کے صاحبانِ اقتدار لوگوں کو مفید مشورے بھی دیتے ہیں۔ وہ اِسلامی موضوعات پہ مضامین لکھتے ہوئے بے خود ہو جاتے ہیں کیوں کہ دینِ اسلام سے محبت ان کو ورثے میں ملی ہے۔ اقبال کی شاعری کے نظریات و افکار کو بھی وہ دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ہی سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجموعی طور پہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر بشیر احمد نحوی وادی مقبوضہ کشمیر کے ممتاز ناقدین میں شمار ہوتے ہیں اور ماہرینِ اقبالیات میں ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، "اقبال ایک تجزیہ"، (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، بار دوّم ۲۰۰۷ء)، ص: ۵

۲. ایضاً، ص: ۴۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلّہ

۳. بشیر احمد نحوی،ڈاکٹر،"اقبال عرفان کی آواز"،(بجبہاڑہ، کشمیر: ادارہ ترقی علم وادب، ۲۰۰۲ء)،ص:۱۱
۴. ایضاً،ص:۳۳
۵. ایضاً،ص:۴۱
۶. ایضاً،ص:۵۶
۷. ایضاً،ص:۷۵
۸. بشیر احمد نحوی،ڈاکٹر،" احساس وادراک"،(سری نگر، کشمیر، میزان پبلشرز ۲۰۱۱ء)،ص:۴
۹. ایضاً،ص:۲۹
۱۰. ایضاً،ص:۵۸
۱۱. ایضاً،ص:۱۶۱
۱۲. ایضاً،ص:۱۸۱
۱۳. بشیر احمد نحوی،ڈاکٹر،"سرحدِ ادراک"،(سری نگر کشمیر: میزان پبلشرز، سری نگر کشمیر، ۲۰۱۰ء)،ص:۵
۱۴. ایضاً،ص:۱۱۹
۱۵. ایضاً،ص:۱۵۹
۱۶. ایضاً،ص:۱۷۸
۱۷. بشیر نحوی،ڈاکٹر،"اقبال اَفکار واحوال کشمیر"،(بجبہاڑہ: ادارہ ترقی علم وادب، ۱۹۸۹ء)،ص:۷۷